REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. No. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP—3.

جلد ۲۶ — شمارہ ۴۱

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وّ انتم اذلّۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائبین: جاوید اقبال اختر — محمد انعام غوری

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالکِ غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۲۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN Pin. 143516.

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۰ راخاء (اکتوبر) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل کے ذریعہ موصولہ مورخہ ۲ر اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے کہ

"طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ۔"

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے التزام سے دُعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۰ راخاء (اکتوبر) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی لکھنؤ کانفرنس میں شرکت کے بعد کل مورخہ ۱۱/۱۰/۷۷ کو واپس تشریف لا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سفر وحضر میں حافظ وناصر رہے اور بخیریت واپس لائے۔

۲۸ شوال ۱۳۹۷ ہجری — ۱۳ راخاء ۱۳۵۶ ہش — ۱۳ر اکتوبر ۱۹۷۷ء

اُترپردیش کی گیارھویں سالانہ کانفرنس
شہر لکھنؤ میں پُرامن ماحول میں بخیریت اختتام پذیر ہوئی
ٹیلیویژن پر اس کانفرنس کے مناظر دکھائے گئے اور آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ سے تقاریر کا خلاصہ نشر کیا گیا

لکھنؤ میں اُترپردیش کی گیارھویں احمدیہ سالانہ کانفرنس مورخہ ۲ر ۳ر اکتوبر کو امین آباد پارک میں (دوپہر ۲½ بجے شام تا ۹½ بجے رات) منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مہمانِ خصوصی کے طور پر شرکت فرمائی۔ کانفرنس میں شرکت کے لئے اُترپردیش کے اضلاع سے کثیر تعداد میں نمائندگان تشریف لائے۔ اور قادیان سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ، آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ سیّدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماءاللہ مرکزیہ۔ محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوت وتبلیغ۔ مکرم مرزا منور احمد صاحب درویش۔ مکرم ماسٹر یعقوب احمد صاحب وعزیز نعیم احمد صاحب نے اور دوسرے صوبوں سے بھی معزز مہمانوں نے کانفرنس میں شرکت فرمائی۔ محترم سید فضل احمد صاحب ایم۔اے پٹنہ سے۔ محترم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان مدراس سے۔ محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت اور ان کے فرزند مکرم محمد منیر الدین صاحب حیدرآباد سے اور محترم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب ایم۔اے۔ پی ایچ ڈی ریڈر عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد، محترم سیٹھ یوسف احمد الٰہ دین صاحب سکندرآباد سے تشریف لاکر کانفرنس میں رونق افروز ہوئے۔ کانفرنس کے صدر مجلس استقبالیہ محترم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ شاہجہانپور اور سیکرٹری مجلس استقبالیہ جناب حمید اللہ خان صاحب نے پوری تندہی سے کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے خدمات انجام دیں۔ محترم سیٹھ بشیر احمد صاحب اولڈ پنجاب سائیکل امین آباد لکھنؤ اور اُن کے برادر محترم سیٹھ داؤد احمد صاحب نے اپنے اچھے تعلقات کی بناء پر کانفرنس کے انعقاد کے لئے افسران سے اجازت حاصل کرنے اور انتظامات کیلئے انتھک کوشش فرمائی۔ جس کی بناء پر حکام ضلع اور سپرنٹنڈنٹ پولیس لکھنؤ نے باوجود شیعہ سُنّی کشیدگی کے کانفرنس کے انعقاد کی اجازت دی جس کے لئے جماعتِ احمدیہ ان کی ممنون ہے۔

مورخہ ۲ر اکتوبر کے ساڑھے چھ بجے شام کانفرنس کا افتتاح محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوت وتبلیغ نے کیا۔ اور افتتاحی تقریر میں کانفرنس کے انعقاد کی اغراض ومقاصد اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی پُرامن تعلیمات کا ذکر فرمایا۔ اور یہ کہ جماعتِ احمدیہ ۱۹۳۹ء سے سیرت پیشوایانِ مذاہب کے نام سے ہندوستان کے ہر صوبے میں اور چہار اکنافِ عالم میں جلسے منعقد کرتی ہے۔ یہ افتتاحی تقریر آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ سے اسی رات دس بجے براڈکاسٹ کی گئی۔ محترم مولانا صاحب نے افتتاحی خطاب کے بعد حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ امام جماعتِ احمدیہ کا رُوح پرور پیغام سُنایا جو اخبار بدر کی آئندہ اشاعت میں شائع کیا جائے گا۔

۲ر اکتوبر کا اجلاس محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کی صدارت میں شروع ہوا۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ نے بھی کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ اور آپ نے اسلام کے محاسن وفضائل اور اسلام کی پُرامن تعلیمات اور اسلام کے زرّین اصُول پیشوایانِ مذاہب کی تعظیم کرنے کی طرف سامعین کو متوجہ فرمایا۔

پریس کانفرنس

۲ر اکتوبر کی شام کو ۴ بجے ایک ہوٹل میں پریس کانفرنس بُلائی گئی۔ جس میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب۔ مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوت وتبلیغ اور مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان نے نمائندگانِ پریس کو جماعتِ احمدیہ کے عقائد اور اس کی تبلیغی مساعی سے باخبر کیا۔ اور اُن کے سوالات کے جوابات دیئے۔ اس پریس کانفرنس کی رپورٹ بھی مقامی اخبارات میں شائع ہوئی۔

۳ر اکتوبر کے اجلاس کی صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ قادیان نے فرمائی۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۰ پر)

خلاصہ خطبہ جمعہ
فرمودہ ۲۳ر ستمبر ۱۹۷۷ء

ربوہ ۲۳ر تبوک (ستمبر) آج جامع مسجد اقصیٰ میں نمازِ جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں حضور نے نہایت اچھوتے رنگ میں اس امر پر روشنی ڈالی کہ سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا کے لئے سراسر رحمت تھے اور کوئی شئے بھی آپؐ کی رحمت کے احاطہ سے باہر نہیں ہے۔

حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ رحمتی وسعت کلّ شیءٍ (الاعراف) یعنی میری رحمت نے دُنیا کی ہر شئے کا احاطہ کیا ہُوا ہے۔ چونکہ دُنیا کی ہر چیز جو خدا نے پیدا کی ہے انسان کے لئے بنائی گئی ہے اس لئے اس رحمت کا کامل ظہور انسانِ کامل یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہُوا۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعٰلمین قرار دیا اور فرمایا وما ارسلنٰک الّا رحمۃً للعٰلمین (الانبیاء ۱۰۸) کہنے کو تو یہ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے لیکن اگر ہم غور کریں تو اس کے مفہوم نے دُنیا کی ہر چیز کا احاطہ کیا ہُوا ہے۔ آپؐ کن معنوں میں رحمت ہیں اور کن کے لئے رحمت ہیں؟ جب ہم اس پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمٰن کے مظہرِ کامل ہونے کی حیثیت سے دُنیا کی سب چیزوں کے لئے رحمت ہیں۔ آپؐ بے جان چیزوں مثلاً درختوں، پتھروں اور اجناس کے لئے بھی رحمت ہیں۔ کیونکہ آپؐ نے اُن کے حقوق کی تعیین کی۔ اور پھر ان حقوق کی حفاظت کے لئے جامع ہدایات دیں اور بتایا کہ جس غرض سے کسی چیز کو پیدا کیا گیا ہے اسی کے لئے اسے استعمال کرنا چاہیئے۔ آپؐ نے جانداروں کے حقوق بھی بیان کئے اور ان کی حفاظت فرمائی۔ اور

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۳ر اخاء ۱۳۵۶ ہش

کیا اسلامی دعوت کے حق میں معجزاتی تائید کا وعدۂ الٰہی اب باقی نہیں رہا؟

ماہنامہ "الرسالہ" کے مدیر محترم کا یہ کہنا کہ "ختمِ نبوت کے بعد دعوتِ اسلامی کی ذمہ داری تو بدستور اپنی پوری شدت کے ساتھ باقی ہے۔ مگر دعوت کے حق میں معجزاتی تائید کا وعدہ باقی نہیں رہا"۔ (الرسالہ دہلی ماہ جولائی صفحہ ۷)

یہ بات بوجوہ قابلِ قبول نہیں ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسی بات صرف اُسی شخص کے دماغ میں آسکتی ہے جس نے سرے سے "معجزاتی تائید" کی حقیقت پر ہی غور نہ کیا ہو۔ زیادہ سے زیادہ اس کے دماغ میں صرف ایسے روایتی معجزات ہوں گے جو وقتی نوعیت کا رنگ رکھتے ہیں۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے دہکتی آگ کا بردًا و سلامًا ہوجانا۔ فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰؑ کے عصا کا سانپ بن جانا۔ اُن کا فرعونیوں کو یدِ بیضا دکھا دینا وغیرہ وغیرہ۔ ممکن ہے ایسی بات سابق انبیاء کے بارے میں درست ہو۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو صاحبِ معجزاتِ عظیمہ ہیں، آپؐ کے حق میں ایسی بات کہنا ایک واضح حقیقت کو جھٹلانا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضورؐ کو حق تعالیٰ نے وقتی نوعیت کے معجزات سے بھی نوازا جو حاضر الوقت لوگوں کی آنکھیں کھول دینے یا اُن کے ایمانوں میں اضافہ کرنے کا ذریعہ بنے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا کردہ معجزاتِ عظیمہ کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ایک دوسری نوعیت کا ہے۔ جن معجزات میں دوام اور تجدّد کا پہلو نمایاں ہے۔ اور ان کا تعلق صدیوں بعد پیدا ہونے والوں کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسا کہ حضورؐ کے اوّل المخاطبین سے۔ افسوس کہ مولانا وحید الدین خان کی طرز کے علماء زمانہ ایسے عظیم معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یا تو ناواقف ہیں یا پھر جان بُوجھ کر ان کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ درانحالیکہ ایسے معجزات بعثتِ نبویؐ سے لے کر اب تک اور تا قیامت ہر زمانہ میں اسلام کی رعنائی، اس کی شانِ امتیازی کے حامل ہیں۔ چونکہ دینِ اسلام تا قیامت دین ہے۔ اس لئے اِسلامی دعوت کی تائید میں بھی ایسے نشانات جو اپنے اندر اعجازی شان رکھتے ہیں، تا قیامت ظاہر ہوتے رہیں گے۔ اُن کے انقطاع کی بات کرنے والا درحقیقت اسلام کے زندہ اور باخدا مذہب ہونے کی عظمت کو نہیں سمجھتا۔

ضمناً یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رکھنے کی ہے کہ قرآن کریم سارا پڑھ جائیں، آپ کو اسلامی دعوت کے حق میں ظاہر کئے جانے والے نشانات کے لئے کہیں بھی معجزہ کا لفظ نہیں ملے گا۔ بلکہ اس کی جگہ آیۃ یا آیات کے الفاظ بکثرت ملیں گے۔ یہ آیاتِ بیّنات ہی وہ عظیم معجزات ہیں جن کے مقابلہ سے نہ صرف حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اپنے زمانہ کے لوگ بلکہ تا قیامت سبھی مخالفین عاجز ہیں۔ ایسے واضح معجزات جن کو قرآنی اصطلاح میں 'آیاتِ بیّنات' کہا گیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقِ دعویٰ کی تائید میں اثباتی رنگ میں بھی ظاہر ہوئے۔ اور منکرین کے اعتراضات کے ردّ میں بھی۔

اسی طرح یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینے کے قابل ہے کہ دُوسری قِسم کے جن معجزات کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے اُن کا ظہور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شخصی زندگی کے ساتھ مختص نہیں جیسا کہ مولانا وحید الدین خان کا خیال ہے کہ حضورؐ کے بعد ان کے ظہور پذیر ہونے کا دروازہ بند سمجھ لیا جائے۔ بلکہ ایسے معجزات کا سلسلہ حضورؐ کی روحانی زندگی کے ساتھ تا قیامت جاری و ساری ہے۔ جب تمام مسلمانوں کا یہ مُسلّمہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رُوحانی زندگی کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے تو اس کی صداقت اور تائید کے لئے معجزات کے ظہور کا وعدہ اور اس کا ایفاء بھی قیامت تک چلتا چلا جاتا ہے۔ اس کے لئے کسی وقت بھی انقطاع ممکن نہیں۔ جو شخص اس حقیقت سے انکار کرتا ہے وہ علمِ قرآن سے ناواقف ہے۔ ایسے شخص کو پہلے امعانِ نظر سے قرآن کریم کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

اب ہم ترتیب وار دونوں قسم کے معجزات کا بطور مثال ذکر کرتے ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئے۔ اوّل الذکر معجزات جن کو ہم نے وقتی نوعیت کے معجزات کا نام دیا ہے، ایسے معجزات وہ ہیں جو خاص وقت میں مخصوص افراد کے سامنے ظاہر ہوئے۔ مثلاً (۱) ایک موقعہ پر پانی کے ایک کٹورے میں اللہ تعالےٰ نے ایسی معجزانہ برکت ڈالی کہ صحابہؓ کی بھاری جمعیّت نے خود بھی سیر ہو کر پانی پیا، وضو کئے۔ جانوروں کو بھی پانی پلالیا —— (۲) —— جنگِ احزاب کے وقت جب خندق کھودی جا رہی تھی تو ایک صحابی کی اپنے ہاں دعوت پر تھوڑے سے کھانے سے ایک بھاری تعداد کے حاضر الوقت افراد کا سیر ہو جانا یہ بھی عظیم الشان معجزہ تھا۔

(۳) —— خیبر کی مہم پر روانگی سے قبل حضرت علیؓ کی آنکھیں دُکھتی تھیں۔ حضورؐ نے اپنی انگشت مبارک سے اپنا لعابِ دہن آنکھوں پر لگایا، اس سے معجزانہ طور پر حضرت علیؓ کی تکلیف رفع ہوگئی۔ اور صحت وعافیت کے ساتھ آپؓ نے خیبر کی مہم کو سر کیا۔

(۴) — شق القمر کا معجزہ بھی اسی نوعیت کا ہے جسے حاضر الوقت لوگوں نے دیکھا۔ قرآن کریم میں بڑی تحدّی کے ساتھ اس کو ریکارڈ کرتے ہوئے فرمایا اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۔ (سورۃ القمر) دیکھیں اس معجزہ کو قرآن کریم نے 'آیۃ' قرار دیا ہے۔ اور فرمایا کہ باوجودیکہ ایک خاصی تعداد نے اس معجزہ کا بچشمِ خود مشاہدہ کیا مگر اس کو سحر مستمر کہہ کر ٹال گئے۔ اس سے اصل واقعہ سے انکار نہیں۔ ہاں اس کی جو تاویل منکرین نے کی یہ اُن کی بدبختی کا ثمرہ ہے۔

(۵) ۔ بخاری شریف کی روایت کے مطابق ایک خشک تنے سے حضورؐ کے خُطبہ ارشاد فرماتے وقت حاضر الوقت افراد نے اس طرح کی آوازیں سُنیں جیسے کوئی بچّہ روتا ہے۔ حضورؐ خُطبہ کے دوران نئے تیار شدہ ممبر سے اُترے، تنے کو اپنے ساتھ چمٹایا۔ سب نے دیکھا کہ آوازیں بند ہو گئی ہیں۔ یہ بھی ایک معجزہ ہی تھا جس سے صحابہؓ کرام کو یہ بتلانا مقصود تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود سے زیادہ سے زیادہ رُوحانی استفادہ کریں۔ کیونکہ وقت تیزی سے گزرتا جاتا ہے۔ ایک وقت تک حضورؐ کھجور کے اس تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ مگر وہ وقت گزر گیا۔ حضورؐ کے لئے ایک منبر تیار ہوگیا جس پر کھڑے ہو کر حضورؐ نے خطبہ دینا شروع کر دیا اور آئندہ کے لئے وہ تنا اُس سعادت وبرکت سے محروم ہوگیا۔ اس طرح حضور پر نورؐ کی زندگی کے ایّام بیت جانے سے صحابہؓ کے لئے حضور کی معیت پھر میسّر نہ آئے گی۔

(۶) — اسی طرح سخت گرمی کے دنوں میں حضورؐ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے، ایک صحابی کے درخواست کرنے پر حضورؐ نے اسی وقت بارانِ رحمت کے لئے دُعا کی۔ اس دُعا کا ایسا فوری معجزانہ اثر ہُوا کہ بادلوں سے بالکل خالی مطلع پر آن کی آن میں ایک چھوٹا سا بادل آیا اور نمازِ جُمعہ کی ادائیگی ہی کے دوران اس قدر بارانِ رحمت ہوئی کہ جل تھل ہوگیا۔

الغرض اس طرح کے معجزات نہایت درجہ ایمان افروز اور رُوح پرور ہیں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کا زمانہ اور مکان محدود تھا۔ حاضر الوقت افراد نے ان کا مشاہدہ کیا جس سے اُن کے ایمان بھی بڑھے اور خدا کی ہستی کا ثبوت ملا۔ خدا سے حضورؐ کا قربِ خاص کا ثبوت بھی ملا۔ اس طرح اسلامی دعوت کے لئے برہانِ ساطع کا ذریعہ بنے۔

ان وقتی نوعیت کے معجزات کے ساتھ ساتھ صاحب معجزاتِ عظیمہ پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے باذنِ الٰہی ایسے معجزات بھی ظاہر ہوئے یا ہوتے چلے جانے کا وعدہ ہے جو اپنی کمیت وکیفیت اور زمان و مکان کی وسعت کے لحاظ سے قیامت تک ممتد ہیں۔ پھر ان کی جلوہ نمائی ہر زمانہ میں تازہ بتازہ اور نَو بہ نَو ہے۔ ان میں کسی وقت بھی انقطاع نہیں۔ ایسے معجزات جس قدر زیادہ ہیں اُسی قدر اُن کا بیان بھی نہایت درجہ ایمان افروز اور برہانِ ساطع کا رنگ بھی رکھتا ہے۔ ہم اپنی تنگ دامنی کے سبب مجبورًا اس مضمون کا کچھ حصّہ ہی بیان کر سکتے ہیں۔ جو حاضر خدمت ہیں:۔

واضح ہو کہ حضورؐ کو بارگاہِ الٰہی سے عطا کردہ ایسے معجزات جو اپنے اندر دوام اور تجدّد کی امتیازی شان رکھتے ہیں، اُن میں سرِ فہرست قرآن کریم کا معجزہ ہے۔ جو ایک طرف تو بجائے خود بیشمار معجزات کا مجموعہ ہے، دوسری طرف وہ ہر زمانہ میں بالکل تر و تازہ اور شیریں ثمرات سے لدا ہُوا ہے۔ قرآنِ کریم کی اسی امتیازی حیثیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے فرمایا ؎

بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بُستاں ہے

اس شعر میں سورت ابراہیم کی آیات ۲۵، ۲۶ کے مضمون کو نظم کر دیا گیا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

قرآن کریم کے اصولِ ایمانیہ ثابت محقق اور فی ذاتہ یقینِ کامل کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں

یہ تمام قوموں اور زمانوں کی تعلیم و تکمیل کیلئے آیا ہے اور ایسے زمانہ میں آیا ہے جب انسانی استعدادیں اپنے کمال کو پہنچ چکی تھیں

قرآنی تعلیم ہر وقت پھل دیتی ہے لاکھوں کروڑوں لوگ اُمتِ محمدیہ میں ایسے ہوئے جنہوں نے یہ پھل کھا کر زندگی اور تازگی پائی!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۹ روفا ۱۳۵۶ ہش مطابق ۲۹ جولائی ۱۹۷۷ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

ریلوے کا پھاٹک بند ہو گیا تھا اس لئے کچھ دیر رکنا پڑا۔ آپ کو بھی تکلیف ہوئی اور مجھے بھی آپ کی تکلیف کی وجہ سے تکلیف اُٹھانی پڑی۔

قرآن کریم ایک کامل کتاب ہے۔ اس نے اپنے کمال کا خود اعلان کیا ہے چنانچہ ہمارے رب کریم نے فرمایا

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ

علم دین کو منتہائے کمال تک پہنچا دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے نوعِ انسانی پر ہر قسم کی نعمتوں کے دروازے کھول دیئے ہیں لیکن ان نعمتوں سے حصہ پانے والے

اُمتِ محمدیہ کے ایمان دار لوگ

ہیں۔ ہر انسان ان نعمتوں سے خدا تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے اور قرآنی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر ہی حصہ پا سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:

"قرآن اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کا تاج لازوال اپنے سر پر رکھتا ہے اور تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ کے وسیع اور مرصع تخت پر جلوہ افروز ہے"

قرآن کریم ہی نے اپنے کمال کے متعلق بتایا ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی کیا مراد ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ تو اس سے کیا مراد ہے کس قسم کا کمال یعنی کس قسم کے کمالات ہیں جو اس میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں قرآن کریم کی یہ آیت قرآن کریم کے کمال کے تین پہلوؤں کو ظاہر کرتی ہے اور اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو قولِ ثابت عطا کرتا ہے یعنی ایسا قول عطا کرتا ہے جو ثابت شدہ ہے اور مدلل ہے اور جس کے متعلق دلائل دیئے گئے ہیں اور انسان کو ثابت قدم رکھتا ہے۔ اس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ ثباتِ قدم کے لئے تعلیم کا مدلل ہونا ضروری ہے۔ تعلیم اپنی ذات میں ہزار دلائل رکھے اگر وہ ہماری سمجھ میں نہ آئیں۔ اگر ہم ان کا مطالعہ نہ رکھیں تو ہم ثابت قدمی نہیں دکھا سکتے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ثابت قدم رہنے کا طریقہ قرآن کریم کی تعلیم بتایا ہے۔ گویا قرآن کریم سے پاک اور

مقدس کلام کا کمال

ان آیات میں تین باتوں پر موقوف قرار دیا گیا ہے۔

اول یہ کہ اس کے اصولِ ایمانیہ ثابت اور محقق اور فی ذاتہ یقینِ کامل کے درجے پر پہنچے ہوئے ہوں اور اس کی دوسری شق یہ ہے کہ فطرتِ انسانی اس کو قبول کرتی ہو۔ مذہب اور ایمان کے جو اصول ہیں ان کی بنیادی غرض یہ ہے کہ خدائے واحد ویگانہ کے ساتھ انسان کا ایک تعلق قائم ہو جائے اسی لئے کلمہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اصولِ ایمانیہ کی بنیاد ہے۔ چونکہ ایمانیات کے تمام اصول خدائے واحد و یگانہ کی طرف لے جانے والے ہیں اور توحید باری فی ذاتہ محقق ہے اور یہ جو کائنات ہے جب ہم اس کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ ماننا پڑتا ہے اور ہم اس نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور ہیں جیسا کہ آج کے سائنسدانوں کا ایک حصہ اس نتیجہ پر پہنچ چکا ہے کہ اس کائنات کی پیدائش کو محض اتفاق نہیں قرار دیا جا سکتا بلکہ ماننا پڑتا ہے کہ کوئی مدبّر بالارادہ ہستی ہے جس نے یہ کائنات تخلیق کی ہے۔ اس کا ارادہ اور حکم اس میں چلتا ہے۔ غرض ساری کائنات کا اس اصول کے تحت چلایا ہوا ہونا اور ہمارے علم میں یہ بات آنی کہ کائنات کی ہر چیز کو انسان کے لئے مسخر کیا گیا ہے۔ ہر چیز انسان کی خدمت پر لگا دی گئی ہے یہ خود اپنی ذات میں مدبر بالارادہ ہستی کے وجود پر

ایک بڑی زبردست دلیل

ہے یعنی اس کائنات میں کوئی انتشار نہیں پایا جاتا۔ مخلوقات کی اتنی تعداد ہے کہ انسان کا ذہن اپنے تصور میں بھی وہ تعداد نہیں لا سکتا۔ انسان کی سب گنتیاں ختم ہو جاتی ہیں کائنات کی ہر چیز انسان کی خدمت پر لگا دی گئی ہے۔ انسان کے لئے اس کی تسخیر ہے یعنی کائنات کی ہر چیز کو خدا کا حکم ہے کہ اس نے انسان کی خدمت کرنی ہے پس جب ہم کائنات پر غور کرتے ہیں تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جو ہمارے ایمان کی بنیاد ہے وہ ثابت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وجہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی یہ تمام مصنوعات اور یہ سلسلہ نظامِ عالم کا جو ظاہری نظر کے سامنے موجود ہے۔ یہ صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ یہ عالم خود بخود نہیں۔"

یعنی یہ کوئی اتفاق نہیں کہ ایسا ہو گیا ہو۔ اب تو سائنسدانوں نے اتفاق کو سائنس بنا دیا ہے۔ اس علم کو مدوّن کر دیا ہے اور اس کا نام انہوں نے سائنس آف چانس رکھا ہے۔ دس، پندرہ سال ہوئے مجھے ایک چھوٹی سی کتاب ملی تھی، سائنس آف چانس پر۔ میں نے اس کا مطالعہ کیا تھا۔ اب یہ علم آگے بڑھ گیا ہوگا لیکن جو بعد کی کتب ہیں وہ میرے مطالعہ میں نہیں آئیں۔ جس مختصر سی کتاب کا میں ذکر کر رہا ہوں اور جو نئی نئی آئی تھی اس کے مطالعہ سے مجھے معلوم ہوا کہ

سائنس آف چانس

کے نتیجہ میں چوٹی کے سائنسدانوں کا ایک گروہ اس بات کی طرف آ گیا تھا کہ انہیں بھی ماننا پڑے گا کہ اس کائنات کا کوئی خالق ہے جو اس کا پیدا کرنے والا ہے۔ کوئی مدبّر بالارادہ ہستی ہے جو اس دنیا کو پیدا کرنے والی ہے۔ یہ کائنات خود بخود اتفاقیہ طور پر اور بے مقصد معرضِ وجود میں نہیں آ گئی کیونکہ اتنے چانسز (CHANCES) اتنے اتفاقات اکٹھے ہو ہی نہیں سکتے۔ خصوصاً جب یہ بات ہمارے سامنے ہو کہ یہ سارے اتفاقات (جن کو دہریہ لوگ اتفاقات کہتے ہیں) اکٹھے

ہو جائیں انسان کی خدمت کے لئے۔ صرف اربوں کھربوں کی بات نہیں بلکہ اگر ان کو آپس میں ضرب دی جائے تب بھی اُن کی تعداد زیادہ بنتی ہے۔ بہرحال سائنسدانوں اور دانشوروں کا ایک طبقہ اس کائنات کو دیکھ کر اس طور پر سوچنے لگ گیا ہے کہ اس کا کوئی پیدا کرنے والا ہے۔ انسان فطرتِ صحیحہ رکھتا ہے اس کے سامنے جب یہ چیز آتی ہے تو وہ اس بات کو ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ہم ان سب چیزوں کو اتفاق نہیں کہہ سکتے ضرور کوئی

مدبّر بالارادہ ہستی

ہے جس نے اس کائنات کو پیدا کیا ہے۔ اب میں پھر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا حوالہ پڑھتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"وجہ یہ کہ خدا تعالےٰ کی یہ تمام مصنوعات اور یہ سلسلہ نظامِ عالم کا جو ہماری نظر کے سامنے موجود ہے، یہ صاف بتلا رہا ہے کہ یہ عالم خود بخود نہیں بلکہ اس کا ایک موجد ہے اور صانع ہے جس کے لئے یہ ضروری صفات ہیں کہ وہ رحمان بھی ہو۔ وہ رحیم بھی ہو۔ قادرِ مطلق بھی ہو اور وحدہٗ لاشریک بھی ہو اور ازلی ابدی بھی ہو اور مدبّر بالارادہ بھی ہو اور مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ بھی ہو اور وحی کو نازل کرنے والا بھی ہو۔"

یہ اقتباس اپنے اندر ایک وسیع مضمون رکھتا ہے۔ اس وسعت میں تو اِس وقت نہیں جاؤں گا۔ کسی اور موقع پر بیان کیا جا سکتا ہے۔

قرآن کریم کے کمال کی دوسری بات یہ بتائی گئی کہ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ۔ ایک تو یہ کہ اصولِ ایمانیہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ جس سے کوئی سعید فطرت انسان انکار نہیں کر سکتا۔ انسان کی فطرت کے اندر بھی یہ بات پائی جاتی ہے اور اس

کائنات کا مطالعہ

کرنے سے بھی مدلّل طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یہ منتشر نہیں۔ مثلاً ستارے ہیں ان میں کوئی مشرق کی طرف چل رہا ہوتا ہے اور کوئی مغرب کی طرف چل رہا ہوتا ہے مگر ان کو بھی ہر دوسری چیز کی طرح بعض معیّن نسبتوں میں باندھا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالےٰ کا وہ قانون جو اس کائنات میں نافذ ہے اور قانونِ قدرت جو اس عالم میں کام کر رہا ہے جب ہم اس کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ کلام پاک قانونِ قدرت کے ساتھ موافقت رکھتا ہے اور یہ بڑا لطیف مضمون ہے کہ خدا کا کلام اور خدا کا فعل اور خدا کے فعل کے نتیجہ میں انسانی فطرت جس کے لئے یہ کائنات بنائی گئی ہے ان تینوں میں بڑا مضبوط رشتہ قائم ہے۔ غرض اس کائنات میں جو قانون نافذ ہے اس کا کام یہ ہے کہ وہ انسان کی نشوونما کرے یعنی کائنات کی ہر چیز کو (مختلف اور بے شمار مخلوقات ہیں ان میں سے ہر ایک کو) اللہ تعالےٰ کا یہ حکم ہے کہ اُس نے اس طرح پر انسانی فطرت کی نشوونما کرنی ہے اور اس طرح اُن کے کام آنا ہے۔ استعدادوں کو تقویت دینے والا اور وسعت دینے والا اور اس کمال کو پہنچانے والا یہ قانونِ قدرت خدا تعالیٰ نے بنایا ہے اور اس قانونِ قدرت کے عمل کے نتیجہ میں انسانی فطرت، انسانی قویٰ یا

فطرتِ انسانی کے قویٰ

اور اس کی استعدادوں میں ایک تقویت پیدا ہو رہی ہے۔ کمال کی طرف اُن کی حرکت ہے اور آدم کی نسل کے انسان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت اپنی فطری استعداد کو کمال تک پہنچا دیا تھا اس لئے انسان کی ہدایت کے لئے قرآن کریم نازل ہوا۔ قرآن کریم ہی کے بعض حصے اس تعلیم پر مشتمل ہیں جو پہلوں کو دی گئی تھی۔ گویا خود قرآن کریم کی تعلیم کے بعض حصے ہی مختلف انبیاء کے وقتوں میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آئے اُن کی فطری نشوونما کے لئے کام کر رہے تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت انسانی فطرت کی استعداد اپنے کمال کو پہنچ چکی تھی اس لئے پورا قرآن کریم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ ایک طرف قوانینِ قدرت جو کائنات میں نافذ تھے ان کو مسخر کیا گیا، انسان کی نشوونما کے لئے اور اس کی بقا کے لئے اور اس کی قوتوں کی حفاظت کے لئے اور اس کی قوتوں میں جان پیدا کرنے کے لئے اور دوسری طرف انسان کو ایسی فطرت دی گئی اور ایسی استعداد دی گئی کہ ایک طرف وہ قانونِ قدرت کے نتیجہ میں کائنات سے استفادہ کر رہی تھی۔

اُس سے خدمت لے رہی تھی اور دوسری طرف کلام پاک پر عمل کر کے خدا تعالیٰ کے زیادہ سے زیادہ قُرب کے حصول کے لئے کوشش کر رہی تھی۔

پس فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ کا ایک کمال تو یہ ہے کہ قانونِ قدرت

کلامِ پاک کی تعلیم

کا مؤیّد ہے اور اس کے کمال کو ظاہر کرنے والا ہے کیونکہ قانونِ قدرت کا کمال اور کلام پاک کا جو کمال ہے وہ ایکدوسرے کی عظمت کو ثابت کر رہے ہیں۔ خدا تعالےٰ کا فضل اس کلام کے ساتھ مل کر ایک عجیب شان اس کے صفات کے جلووں کی انسان کے سامنے لے کر آتا ہے۔ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہ تعلیم آسمان کی رفعتوں تک پہنچ گئی یعنی اپنے کمال کو پہنچی ہوئی ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے ابھی اشارہ کیا تھا قرآن کریم سے پہلے جو تعلیمیں آئیں مختلف انبیاء کی طرف اُن کے متعلق ایک بات واضح ہے اور وہ یہ کہ وہ مختص القوم اور مختص الزمان تھیں یعنی ہر نبی ایک خاص قوم کی طرف ایک خاص زمانہ میں آیا اور اس وجہ سے ان کی تعلیمات مجمل بھی تھیں اور ناقص بھی تھیں اس لئے کہ ابھی اُس زمانے میں اُس نبی کی جو اُمت تھی اُس کی پوری نشوونما نہیں ہوئی تھی یعنی جو پہلے نبی گزرے ہیں اُن میں سے ہر ایک نبی کی استعداد ابھی کمال کو نہیں پہنچی تھی مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جو تعلیم تھی اس میں عام افادہ کی قوت نہیں پائی جاتی تھی کہ

ساری دُنیا کے انسان کے لئے

وہ رہنمائی اور ہدایت کا باعث بن سکے اور یہی حال دوسرے انبیاء کا بھی تھا۔ لیکن جب قرآن کریم نازل ہوا تو اُس وقت انسان کی استعدادیں بحیثیت انسان اپنے کمال کو پہنچ چکی تھیں اور قرآن کریم مختص القوم اور مختص الزمان کی حیثیت سے نہیں بلکہ تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے تعلیم اور ہدایت لے کر دنیا کی طرف آیا۔ تعلیم کے لحاظ سے کامل تعلیم اور اثر کے لحاظ سے کامل تکمیل لے کر آیا یعنی اُس نے انسان کی جو تربیت کرنی تھی اور اس کی تکمیل کرنی تھی وہ بھی کمال کی تھی۔ غرض قرآن کریم تمام قوموں اور تمام زمانوں کی تعلیم اور تکمیل کے لئے آیا اور ایسے زمانہ میں آیا جبکہ انسان کی استعداد اپنے کمال کو پہنچ چکی تھی اور دوسری طرف زمین بھی گناہ اور بدکاری اور مخلوق پرستی سے بھر گئی تھی اور اس کے لئے اصلاحِ عظیم کی ضرورت تھی۔ انسان کی استعداد قرآنی تعلیم کی حامل ہو سکتی تھی مگر وہ خدا سے اتنی دُور جا پڑی تھی کہ گویا زمین پر ایک فسادِ عظیم بپا ہو چکا تھا۔ اس فسادِ عظیم کو دُور کرنے کے لئے

ایک عظیم تعلیم کی ضرورت

تھی۔ ایک کامل اور مکمل ہدایت کی ضرورت تھی۔ اس کے بغیر وہ فساد دُور نہیں ہو سکتا تھا۔ ساری دُنیا میں فساد پھیلا ہوا تھا۔ انسان کے دل میں اپنے پیدا کرنے والے رب سے دُوری اور بیزاری پائی جاتی تھی۔ گویا مشرق میں بھی اور مغرب میں بھی، شمال میں بھی اور جنوب میں بھی فساد برپا تھا۔ اس لئے دُنیا میں فساد مٹانے اور انسانی استعداد کو رُوحانی میدانوں میں آگے سے آگے بڑھنے اور رُوحانی رفعتوں کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کے لئے کامل ہدایت کی ضرورت تھی۔ پہلی ہدایتیں اس کے لئے کافی نہ تھیں۔ پس قرآن کریم کی کامل ہدایت آ گئی جس سے انسانی استعداد کی کامل نشوونما ہوئی اور دُنیا سے فساد کا سدِّ باب بھی ہو گیا۔ اگرچہ پہلی تعلیمیں بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے آئی تھیں لیکن کامل تعلیم قرآن کریم کی تعلیم ہے جو ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کا نام اسلام رکھا اور اس طرح

وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

کا اعلان کر دیا گیا

تیسرا کمال کلام پاک کا یہ ہے کہ

تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا

قرآنی تعلیم ہر وقت اور ہر آن اور ہر ایک کو اپنا پھل دیتی ہے۔ بِاِذْنِ رَبِّهَا میں

بنیادی حقیقت کا اظہار

بھی کر دیا کہ انسان کی ساری کوشش اور تدبیر بے نتیجہ ہے اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت شاملِ حال نہ ہو۔ لیکن انسان کی کامل تدبیر اور کامل کوشش ناممکن تھی خدا کی راہ میں ' اگر قرآن کریم نہ ہوتا کیونکہ یہ کامل ہدایت بھیج دی گئی ہے ' اس پر عمل کرنے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے تم اپنی طاقت اور استعداد کے مطابق پوری کوشش کرو لیکن یہ نہ بھولنا کہ خدا تعالیٰ کی رضا خدا کی رحمت کے بغیر ممکن نہیں ہے اسی کے فضل اور رحمت سے خدا کا پیار انسان کو ملتا ہے۔

تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ میں جس پھل کا ذکر ہے وہ دراصل لقاءِ باری ہے۔ خدا کی لقاء اور اس کا قرب ' اسی تعلیم کا پھل ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے لے کر آج تک اُمتِ محمدیہ میں لاکھوں ' کروڑوں لوگ ایسے پیدا ہوئے جنہوں نے اس کامل تعلیم کا پھل کھایا اور اس سے اُن کی روح نے زندگی اور تازگی اور تقویت پائی یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بنے اور انہیں لقاءِ الٰہی حاصل ہوئی۔ لقاء کے ساتھ بہت سے لوازمات جن کا ذکر قرآن کریم میں بہت سی جگہوں پر آیا ہے۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا

اس کے علاوہ بھی اور بہت سی آیات ہیں جن میں لقاءِ باری تعالیٰ کا ذکر آیا ہے۔ اس لقاء کے بہت سے لوازمات بھی ہیں۔ جن کو ہم (۱) برکاتِ سماویہ بھی کہتے ہیں اور (۲) مکالماتِ الٰہیہ بھی کہتے ہیں۔ ہم ان کو (۳) قبولیتیں بھی کہتے ہیں اور (۴) خوارق بھی کہتے ہیں۔ اُمتِ محمدیہ میں یہ پھل یعنی

خدا تعالیٰ کا قرب اور پیار

اس کثرت سے انسان کو ملا ہے کہ اس کا شمار بھی مشکل ہے اور لقاء کے جو لوازمات تھے ان میں لوگ کثرت سے حصہ دار بنے مگر بِاِذْنِ رَبِّهَا یعنی اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ۔ گویا قرآن عظیم کے نزول کے ساتھ لوگوں کی ربوبیت تامہ کا سامان ہو گیا چنانچہ جب ہم کائنات پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز کی نشوونما ہوتی ہے مثلاً گندم ہے میں نے پہلے ہی بتایا تھا آج کی گندم اور آج سے پانچ ہزار سال پہلے کی گندم میں فرق ہے۔ اس لئے کہ اب تحقیق سے یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ ستاروں کی روشنی اجناس کی نشوونما پر اثر ڈالتی ہے اور تحقیق سے یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ پچھلے پانچ ہزار سال پہلے جتنے ستاروں کی روشنی گندم کی پرورش کیا کرتی تھی اس سے کئی ہزار زیادہ ستارے آگئے آسمانوں پر ' گندم اور دیگر غذاؤں کی پرورش کرنے کے لئے۔ یعنی انسان کی جسمانی اور ذہنی اور اخلاقی اور روحانی نشوونما کے لئے۔ کیونکہ غذا کا گہرا اثر انسانی ذہن ' اخلاق اور روحانیت پر پڑتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ کس طرح انسان کی غذائیں اس کے جسم پر اور اس کے ذہن پر اور اس کے اخلاق پر اور اس کی روحانیت پر اثر انداز ہوتی ہیں ان میں بھی نشوونما ہو کر اجناس کے بیج میں بھی ایک کمال پیدا ہوا ہے اور انسان کی قوتوں اور استعدادوں کو اس معنی میں بھی ترقی ملی ہے اسے خدا تعالیٰ کا پیار حاصل ہوا ہے دنیا کے ہر حصے نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل یہ فیض پایا۔ قرآن کریم جیسی عظیم ہدایت ان کو ملی۔ قرآن کریم کی محبت دلوں میں ڈالی گئی۔

قرآن کریم کا عشق

لوگوں کی رُوح کے اندر پیدا کیا گیا۔ قرآن کریم کا اتنا پیار کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

یہ ایک عاشق دل کی پکار ہے کیونکہ جو انسان عقل رکھتا ہے اور فراست رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہے اور خدا سے پیار کا حصول چاہتا ہے اور لقاء چاہتا ہے اور رضوانِ باری چاہتا ہے اسے معلوم ہے کہ خدا کو پانے کے سارے راستے قرآن میں بیان کر دیئے گئے ہیں اور انہی پر چل کر ہی اللہ تعالیٰ کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

پس اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کی رُو سے قرآن کریم کی تعلیم

تین کمالات کا مجموعہ

ہے۔ اصولِ ایمانیہ کے لحاظ سے اَصْلُهَا ثَابِتٌ اور اس کے کمال کے لحاظ سے فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ۔ اور اس کے تیسرے ثمرات کی رُو سے تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا۔ لیکن یہ تیسری چیز یعنی تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا میں انسان کی کوشش کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔ آجکل آموں کا موسم ہے۔ اگر کہیں نہایت اعلیٰ درجہ کا یہ پھل پڑا ہو مثلاً کسی نے اپنے گھر کی میز پر رکھا ہو اور وہ اسے نہ کھائے تو اُس کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ پس اگرچہ یہ پھل بہت اچھا ہوتا ہے اور خوشبودار ہوتا ہے اور بڑا میٹھا اور لذت والا ہوتا ہے۔ ہر قسم کی بیماری سے پاک ہوتا ہے۔ انسان کی پوری نشوونما کی خصوصیت رکھتا ہے لیکن یہ فائدہ بھی دے سکتا ہے ' جب صاحب خانہ اس کو کھائے بھی۔ اگر وہ نہ کھائے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

پس تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا میں یہ بتایا گیا ہے کہ پھل تیار ہے اور تمہارے سامنے رکھا ہوا ہے۔ مگر بِاِذْنِ رَبِّهَا کی رُو سے تم خدا سے دُعا کرو کہ تمہیں اس کے صحیح استعمال کی توفیق بھی ملے اور اس پھل کا جو بہترین نتیجہ انسان کے حق میں نکل سکتا ہے یعنی لقاءِ باری ' وہ بھی تمہیں حاصل ہو جائے۔ خدا کرے کہ ہم سب کے حق میں یہ باتیں پوری ہوں ⁂

اخبارِ قادیان

- محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان ' لکھنؤ کانفرنس میں شرکت فرمانے کے بعد مؤرخہ ۴/۱۰ کو واپس تشریف لے آئے۔
- مؤرخہ ۲/۱۰ کو مکرم ملک سلیم احمد صاحب آف جرمنی برادر مکرم ملک بشیر احمد صاحب درویش قادیان ' مقاماتِ مقدسہ کی زیارت اور اپنے بھائی سے ملاقات کی غرض سے قادیان تشریف لائے۔
- محترمہ زبیدہ بیگم شاہ صاحبہ (مکرم مرزا محمد اقبال صاحب درویش کی ہمشیرہ صاحبہ) اپنی بیٹی کے ہمراہ مؤرخہ ۱/۱۰ کو لندن سے زیارتِ مقاماتِ مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائیں اور مؤرخہ ۸/۱۰ کو واپس تشریف لے گئیں۔
- ایک غیر مبائع دوست مکرم عبد الرزاق صاحب مؤرخہ ۷/۱۰ کو بمبئی سے تشریف لائے اور دو دن قادیان میں قیام کرنے اور مقامات مقدسہ وغیرہ دیکھنے کے بعد مؤرخہ ۹/۱۰ کو واپس تشریف لے گئے۔
- عزیز مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب (مولوی فاضل) اپنی شادی کے سلسلہ میں مؤرخہ ۹/۱۰ کو حیدرآباد کے لئے روانہ ہوئے۔ مؤرخہ ۸ اکتوبر کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے درویشان کرام کی خاصی تعداد سمیت اجتماعی دُعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اس شادی خانہ آبادی کو ہر جہت سے مبارک کرے۔
- مکرم چوہدری سکندر خان صاحب درویش کا لڑکا عزیز انس احمد چند یوم سے بخار وغیرہ کے سبب بیمار ہے۔ احباب صحتِ کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

درخواست ہائے دُعا

(۱) خاکسار کی نانی محترمہ آمنہ بی بی صاحبہ والدہ مکرم عنایت اللہ صاحب نسیم ' سخت بیمار ہیں۔ احباب جماعت دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحتِ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

خاکسار: محمد حفیظ اللہ۔ سیکرٹری مال۔ جماعت احمدیہ بنگلور

(۲) خاکسار کی طبیعت کئی دنوں سے ناساز ہے اور ابھی تک ملازمت نہیں ملی۔ صحت و تندرستی اور بہتر ملازمت ملنے اور پریشانیوں سے نجات پانے کے لئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: نظام الدین تاراکوٹ (اڑیسہ)

(۳) خاکسار کے والدین کی رُوحانی و جسمانی ترقیات اور جملہ پریشانیوں کے ازالہ اور بھائیوں کے روزگار میں برکت کے لئے احباب جماعت سے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: محمد انعام غوری۔ مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۷۶ء

قسط نمبر ۳

احمدی بزرگوں کی مالی قربانیاں

از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم اے وکیل المال تحریک جدید قادیان

(۱۲) اخراجات تبلیغ ولایت (۱۹۱۶ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۶ء میں عورتوں میں پہلی مالی تحریک کی جس میں فرمایا کہ اس وقت مرد ضروریات دین کے لئے آٹھ دس ہزار روپے کا ماہوار خرچ برداشت کرتے ہیں مردوں کا طبقہ زیادہ بوجھ اُٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ولایت کے اخراجات تبلیغ بڑھ رہے ہیں۔ وہاں ایک مبلغ ہے دو کی ضرورت ہے۔ پانصد روپیہ ماہوار اخراجات کا اندازہ ہے۔ اس پانصد روپیہ کی فراہمی مستورات اپنے ذمہ لیں۔ اس طرح مستورات کا عہد کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گی، پورا ہو جائے گا۔ اُن کا چندہ تبلیغ ولایت فنڈ میں جمع ہو گا۔ جس کا دسواں حصہ لنگر میں دیا جایا کرے۔ دیہات کی مستورات آٹا فنڈ قائم کریں۔ یعنی روزانہ ایک مُٹھی آٹا الگ کرکے جمع کرتی جائیں۔ اور ہفتہ وار دیا کریں۔ جو فروخت کرکے اس تبلیغی فنڈ کے لئے دیا جائے اس طرح ہر گاؤں سے بسہولت بہت سی رقم جمع ہو سکتی ہے۔

حضورؓ نے فرمایا کہ اس تحریک میں سب سے پہلے اہلیہ صاحبہ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ نے جو حضرت خلیفہ اوّلؓ کی نواسی تھیں، اپنا بائیس روپے کا زیور پیش کر دیا تھا (ضمیمہ الفضل ۱۶/۱۲/۱۶ ص ۵) آجکل کی شرح سے یہ زیور کئی ہزار روپے کا تھا۔

(۱۳) تعمیر مسجد لنڈن تحریک ایک لاکھ روپیہ (۱۹۲۰ء)

انگلستان میں احمدیہ مشن تو ۱۹۱۳ء سے قائم تھا۔ لیکن لندن میں بار بار مکانوں کی تبدیلی سے تبلیغی کام کو نقصان پہنچ رہا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ۶ جنوری ۱۹۲۰ء کو نظارت بیت المال کو ہدایت دی کہ جو دہ پندرہ ہزار روپیہ قرض لے کر وہاں بھجوا دیا جائے۔ لیکن چند گھنٹے بعد حضورؓ نے تحریک رقم فرمائی تو اس میں تیس ہزار روپے کی رقم اور وہ بھی چندہ کے طور پر نہ کہ قرض تحریر فرمائی۔

اور عصر کے وقت ہدایت فرمائی کہ مغرب کے بعد احباب قادیان کو جمع کیا جائے چنانچہ اس روز کی تحریک پر چھ ہزار روپیہ جمع ہو گیا اور چھ سات روز کے اندر صرف قادیان کا چندہ بارہ ہزار تک پہنچ گیا حضورؓ فرماتے ہیں:-

"اس غریب جماعت سے اسقدر چندہ کی وصولی خاص تائیدِ الٰہی کے بغیر نہیں ہو سکتی .... ان دنوں میں قادیان کے لوگوں کا جوش و خروش دیکھنے کے قابل تھا۔ کئی عورتوں نے اپنے زیور اتار دئے۔ اور بہتوں نے ایک دفعہ چندہ دے کر پھر دوبارہ جوش آنے پر اپنے بچّوں کی طرف سے چندہ دینا شروع کیا۔ پھر بھی جوش کو دبتا نہ دیکھ کر اپنے وفات یافتہ رشتہ داروں کے نام سے چندہ دیا.... ۔۔ ایک بچّہ نے جو ایک غریب آدمی کا بیٹا ہے مجھے ۲/۱۴ روپے بھیجے کہ مجھے جو پیسے خرچ کے لئے ملتے تھے اُن کو میں جمع کرتا رہتا تھا۔ وہ میں سب کے سب ..... دیتا ہوں۔ نہ معلوم کن کن اُمنگوں کے ماتحت اس بچّہ نے وہ پیسے جمع کئے تھے۔ .... مدرسہ احمدیہ کے غریب طالبعلموں نے جو ایک سو سے بھی کم ہیں اور .... اکثر ... وظیفہ خوار ہیں۔ ساڑھے تین سو روپیہ چندہ لکھوایا۔ .... (گویا) کئی ماہ کے لئے اپنی اشد ضروریات کے پورا کرنے سے بھی محرومی اختیار کرلی۔ ...... بڑی تعداد ایسے آدمیوں کی تھی جنہوں نے اپنی ماہوار آمدنیوں سے .... تین تین چار چار گنے چندہ لکھوایا۔ بعض.. .... نے .... جو کچھ نقد موجود تھا ... دیدیا اور قرض سے کر کھانے پینے کا انتظام کیا۔ .... (اور بعض) لوگوں نے بجائے آہستہ آہستہ ادا کرنے کے زیورات وغیرہ فروخت کرکے اپنے وعدے ادا کر دیئے۔[1]"

"اگر اس جماعت کے سوا دوسرے لوگوں کے اُمراء کا بھی مجمع ہوتا تو مشکل سے ایسے کام کے لئے چندہ اس قدر جمع ہوتا۔[2]"

(۱ـ تاریخ مسجد فضل لندن۔ ۲ـ الفضل ۲۲/۲ و ۲۶/۲)

"والدہ محترمہ حضرت سیّدہ مریم بیگم (امّ طاہر حرم حضرت مصلح موعودؓ) نے اپنی اس صاحبزادی کی شادی پر اس کے ہاتھ پر رکھنے کے لئے پندرہ اشرفیاں جمع کی تھیں۔ وہ انہوں نے اس تحریک میں دیدیں۔ محترمہ کرم بی بی صاحبہ اہلیہ حضرت منشی امام الدین صاحبؓ پٹواری نے اپنے سارے زیور پیش کر دیئے۔ محترمہ فضل بی بی صاحبہ اہلیہ محترم شیخ رحمت اللہ صاحب دکاندار قادیان نے اپنی طلائی انگوٹھی دیدی۔"

(الفضل ۲۲/۱۲ و اصحاب احمد جلد اوّل صفحہ ۱۸۶)

احباب قادیان کے اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:-

"قادیان میں رہنے والے جو غریب ہیں اور جن میں سے اکثر کی آمدنیاں بہت معمولی ہیں، وہ مقررہ چندہ تو سارے کے سارے ادا کرتے ہیں۔ مگر اُن میں سے ایسے بھی جو دُگنا تگنا چندہ دیتے ہیں۔"

(رپورٹ مشاورت ۱۹۲۷ء۔ صفحہ ۱۳)

اس بارے میں آریہ سماجی اخبار "پرکاش" نے لکھا:-

"لندن میں مسجد احمدیہ (کی تعمیر) کے لئے ..... مارچ ۱۹۲۰ء تک پینسٹھ ہزار پانصد اڑتالیس روپے وصول ہوئے ہیں۔ یہ بذاتِ خود احمدیوں کی سرگرمی کا نشان ہے۔ .... جس بات نے خاص طور پر ہماری توجہ کو اپنی طرف کھینچا ہے، وہ یہ ہے کہ یہ چندہ دو سو دس جگہوں سے آیا ہے اور ایک ایک جگہ میں کئی دینے والے ہیں۔ جس سے معلوم (ہوتا) ہے کہ عوام میں احمدیہ جماعت کے خیالات پھیل رہے ہیں۔ اگر کوئی ایک امیر احمدی ..... پچاس ہزار کی رقم دیدیتا تو اتنا قابلِ تعریف نہ تھا جتنا سینکڑوں آدمیوں کا اس رقم کو جمع کرنا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ باقی ..... بھی جلد جمع ہو جائیگا۔"

"کیا آریہ پرش اس واقعہ سے کوئی سبق لیں گے؟" مذکورہ بالا رقم تحریک کے تین ماہ کے اندر جمع ہوئی تھی اور ساڑھے چار ماہ کے اندر ساڑھے اٹھتر ہزار روپیہ جمع ہو گیا تھا۔

(الفضل ۲۴/۶/۲۰)

حضرت مصلح موعودؓ نے یہ خیال کرکے کہ دیگر جماعتوں کو سخت صدمہ ہو گا کہ ایسے اعلیٰ ثواب کا موقعہ اُن کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اس چندہ کی رقم تیس ہزار سے بڑھا کر ایک لاکھ کر دی۔ آغازِ تحریک کے ایک ہفتہ کے اندر تیس ہزار روپیہ لندن بھجوا دیا گیا۔ جنگ کے بعد پونڈ کی قیمت گر چکی تھی۔ اس طرح زیادہ پونڈ مل گئے۔ کچھ عرصہ بعد پونڈ کی قیمت قریباً دُگنی ہو گئی۔ (تاریخ مسجد فضل لندن)

ابتداء میں مسجد لندن کی تعمیر کے چندہ کی تحریک صرف مستورات کے لئے مخصوص نہ تھی۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ نے اعلان فرمایا کہ:-

"چونکہ برلن میں روپیہ کی کمی کی وجہ سے مسجد بننی ناممکن ہو گئی تھی، اس لئے لندن میں عورتوں کے چندہ سے مسجد بنا دی گئی ہے۔ .... میرے خیال میں لندن کی عظمت کے مدِ نظر رکھ کر مناسب بھی یہی ہے کہ اس مسیحیت کے مرکز میں عورتوں کی بنائی ہوئی مسجد ہو تاکہ مسیحیت جو اعتراض کرتی ہے کہ اسلام عورتوں کے حقوق کو پامال کرتا ہے، ایک عملی جواب ہو۔"

(الفضل ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۸ء صفحہ ۳)

اس مسجد کی بنیاد حضورؓ نے دورانِ سفر لندن ۱۹۲۴ء رکھی تھی اور اس کا افتتاح ۱۹۲۶ء میں ہوا تھا۔ اس وقت بھی سلسلہ احمدیہ کا یہ حال تھا کہ آپ نے ڈلہوزی سے دورانِ سفر سے بذریعہ مکتوبات بعض احباب کو تحریک فرمائی کہ اس مسجد کے افتتاح پر ایک خاص مضمون بذریعہ تار بھجوایا گیا تھا اور افتتاح کے بارے میں ایک کتاب شائع کی جائیگی۔ یہ کُل اخراجات ڈیڑھ ہزار روپیہ ہوں گے۔ ڈلہوزی میں میرے خاندان اور احباب سے قریباً ڈیڑھ صد روپیہ جمع ہو گیا ہے۔ آپ کے ذمہ اس قدر رقم لگائی گئی ہے۔ اس طرح یہ رقم جمع کی گئی۔

(۱۴) تحریک خاص (۱۹۲۲ء)

(پچیس ہزار روپیہ)

مرکزِ سلسلۂ احمدیہ کی مالی حالت ۲۲-۱۹۲۱ء میں بے حد خراب تھی۔ حضرت

مصلح موعودؓ کے ارشاد پر بجٹ میں ستّر ہزار روپیہ کی کمی کی گئی۔ جنگِ عظیم اوّل کے اثرات کے باعث انتہائی مہنگائی تھی۔ ایثار پیشہ مرکزی کارکنان کے متعلق حضورؓ نے فرمایا:-

"میں نے ان کو کہا کہ قربانی کرنی چاہیئے اور سب نے خوشی سے منظور کر لیا اور باوجودیکہ یہاں کے لوگوں کو کم تنخواہیں ملتی ہیں اور گورنمنٹ نے دگنی تگنی کر دی ہیں مگر ہم نے اور کم کر دی ہیں۔ پہلے تین ماہ کی تنخواہیں باقی تھیں اور اب پانچ پانچ ماہ کی (باقی) ہیں۔ اور اب حالت یہاں تک ہو گئی ہے کہ چونکہ انہوں نے قرض لے کر کھایا ہے اس لئے ان دکانوں کا دیوالیہ نکل گیا .... میرے پاس ایک شخص کی شکایت آئی کہ دو تین وقت کا فاقہ ہے مگر ایک سیر آٹا نہیں ملتا۔ میں سمجھتا ہوں (کہ) کسی اور دینی جماعت کو اس سے نصف تکالیف بھی پیش آئیں تو سب لوگ بھاگ جائیں۔ مگر .... یہاں ...... کئی لوگوں کو کئی کئی دن کا فاقہ ہوتا ہے۔ ابھی ایک شخص نے بتایا کہ میرے پاس سے ایک (فاقہ زدہ) شخص گذر رہا تھا۔ .... میں نے اس کی شکل سے ... پہچانا۔ ..... اُس نے اسے کچھ دیا مگر اس نے آدھا ایک اور کو راستہ میں دیدیا اسی طرح ایک اور کے متعلق سنا کہ فاقہ سے بے ہوش ہو گیا اور میں نے گھر کا کھانا اُسے بھیجا اور آدمی سے کہا کہ کھلا کر آنا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں ایسے مخلص ہیں کہ بھوک سے مر جائیں گے اور کام نہ چھوڑیں گے۔"

اوّلین شوریٰ (بابت ۱۹۲۲ء) میں بعد مشورہ حضور نے فیصلہ فرمایا کہ کم از کم پچیس ہزار روپے چندہ خاص جمع کیا جائے۔ اور بتایا کہ اس وقت صدر انجمن احمدیہ پر ایک لاکھ روپے قرض ہے۔ اور خاص توجہ سے وصولی کے لئے دس اضلاع کے لئے اعزازی انسپکٹران مقرر کئے گئے۔ چنانچہ ضلع سیالکوٹ کے پانچ ایسے افراد میں حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحبؓ (والد ماجد حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب) بھی مقرر کئے گئے تھے۔ (رپورٹ صفحہ ۵۳ تا ۵۵)

نہایت تندہی سے روپیہ کی فراہمی ہوئی اور بہت ہی اخلاص سے احباب نے اس کارِ ثواب میں شرکت کی۔

(۱۵) چندہ برائے سفر مبلّغین امریکہ

(تحریک پانچ ہزار روپیہ ۱۹۲۲ء)

مبلّغِ امریکہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو وہاں سے واپس منگوانے اور دوسرے مبلّغ کو وہاں بھجوانے کی فوری ضروریات کے لئے پانچ ہزار روپیہ چندہ امریکن مشن جمع کرنے کی تلقین حضرت مصلح موعودؓ نے مئی ۱۹۲۲ء میں فرمائی۔ اس میں سے ایک ہزار روپیہ خواتین کے ذمّہ تھا۔ خواتین نے اس کی فراہمی میں پورے جوش وخروش اور ہمّت کا مظاہرہ کیا۔ محترم ماسٹر محمد حسین صاحب آسان دہلی کی اہلیہ محترمہ امۃ المغنی شمیم صاحبہ نے اپنی طلائی بالیاں پیش کیں۔ (الفضل ۴ مئی، ۲۲ اگست و ۵ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

(۱۶) چندہ تعمیر مسجد جرمنی

(اسّی ہزار روپے ۱۹۲۳ء)

حضرت مصلح موعودؓ کی طرف سے تعمیر مسجد برلن (جرمنی) کی تحریک ۱۹۲۳ء میں کی گئی لیکن صرف خواتین اور وہ بھی احمدی خواتین کے لئے مخصوص تھی۔ جلسہ سالانہ ۱۹۲۳ء میں آپ نے احمدی خواتین کے جذبۂ للّٰہیت و فدائیت کی تعریف کرتے ہوئے اس تحریک کی برکات کے ضمن میں بتایا کہ ایسی پابندی کی وجہ سے اس کارِ ثواب میں شمولیت کی خاطر ایک سَو کے قریب خواتین نے احمدیت قبول کر لی۔ وہ صداقتِ احمدیت کی قائل ہونے کے باوجود بیعت سے رُکی ہوئی تھیں۔

حضرت امّ المومنینؓ کے پاس اس وقت صرف پانصد روپیہ تھا جو آپؓ نے یہ ساری رقم اور حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے ایک ہزار روپیہ پیش کیا۔ حضرت سیّدہ امِّ ناصر صاحبہؓ کو حضرت مصلح موعودؓ اپنے خاوند سے ایک رقم ملی تھی جو آپ نصف نصف اس تحریک اور مد وصیّت میں دیدی۔ حضرت سیّدہ امِّ طاہر صاحبہؓ نے گلوبند (زیور) اور کچھ نقدی دی۔ حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اور حضرت بو صاحبہ بیگم حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ نے تین تین صد روپیہ دیا محترمہ اہلیہ و دختران حضرت عرفانی صاحبؓ نے اڑھائی صد روپیہ اور محترمہ اہلیہ صاحبہ حضرت قاضی امیر حسین صاحبؓ نے ایک صد روپیہ دیا۔ محترم محمد عادل صاحب بھاگلپوری مہاجر کی اہلیہ محترمہ نے دو بکریاں پیش کر کے کہا کہ یہی قبول کی جائیں۔ ہمارے گھر میں اور کوئی چیز نہیں۔ بیگم صاحبہ ڈاکٹر شفیع احمد صاحب محقق دہلوی نے دہلی میں اس بارے میں خطبہ سُن کر زار زار روتے ہوئے اپنے خاوند کے ذریعہ غالباً تین صد روپیہ کا زیور پیش کر دیا بیگم صاحبہ محترمہ جنرل اوصاف علی خاں صاحب مالیر کوٹلوی نے دو صد روپیہ کا زیور اور محترمہ بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ نے تین صد روپے دئیے۔

ایک ضعیف بیوہ پٹھان مہاجرہ خاتون نے جو سوٹی سے بمشکل چلتی تھی اور دو چار مرغیوں کو پال کر انڈے فروخت کر کے اور معمولی وظیفہ پر اس کا گذر تھا۔ انہوں نے خود آکر دو روپے پیش کئے۔ ایک بیوہ عورت کے پاس نہ زیور نہ مال تھا، اُس نے اپنے استعمال کے برتن پیش کر دئیے۔ ایک خاتون نے پہلے زیور پیش کئے اور پھر گھر جاکر برتن بھی لاکر دیدیئے۔

(۱۴، ۲۱، ۲۸ فروری ۱۹۲۳ء الحکم۔ الفضل ۲۶ فروری)

حضرت مصلح موعودؓ کی طرف سے مذکور ہے کہ اوّل نمبر پر کپتان عبدالکریم صاحب سابق کمانڈر انچیف ریاست خیر پور کی اہلیہ محترمہ ہیں جنہوں نے اپنا کل زیور اور اعلیٰ کپڑے پیش کر کے نیک مثال قائم کی۔ اسی طرح چوہدری محمد حسین صاحب قانونگو سیالکوٹ کی بیوی، بھاوج اور بہو نے اپنے قریباً سارے زیورات قیمتی اندازاً دو ہزار روپے دیئے۔ اور حضرت سیٹھ ابراہیم صاحبؓ سکندر آباد دکن کی صاحبزادیوں نے اپنے سارے زیورات قیمتی اندازاً ایک ہزار روپیہ، محترمہ اہلیہ صاحبہ خان بہادر محمد علی خاں صاحب اسسٹنٹ پولیٹیکل افسر صوبہ سرحد نے اپنا زیور بلکہ اپنی مرحومہ دختر کی نشانی ایک زیور اس تحریک پر نچھاور کر دئیے۔ جو ایک ہزار روپیہ سے زیادہ قیمت کے ہوں گے۔ محترمہ مہراں بی بی صاحبہ اہلیہ حضرت چوہدری اللہ بخش صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ امرتسر (بعدہٗ مالک اللہ بخش سٹیم پریس قادیان) نے اپنا سارا زیور اس راہ میں قربانی میں پیش کر دیا۔ اور پھر امرتسر پہنچ کر خواتین کو تحریک کر کے ان سے تین ہزار ایک سَو روپیہ وصول کیا۔

(الحکم ۲۸ فروری و ۱۴ مارچ و الفضل یکم مارچ ۱۹۲۳ء)

حضرت مصلح موعودؓ کی طرف سے ابتداءً میں تحریک تیس ہزار روپیہ کی تھی جسے ضرورت کے مطابق پچاس ہزار اور پھر ستّر ہزار تک بڑھا دیا خواتین کا جذبۂ انفاق فی سبیل اللہ دیکھئے کہ انہوں نے اسّی ہزار روپیہ پیش کر دیا۔

(الفضل یکم مارچ ۱۹۲۳ء و الحکم ۱۴ مارچ ۱۹۲۳ء)

(۱۷) انسدادِ ارتداد علاقہ ملکانہ کیلئے

(نصف لاکھ روپے کی اپیل)

یوپی کے شہروں اور دیہات میں آباد ملکانہ راجپوت مسلم اقوام کی شدھی کا کام ایک عرصہ سے آریہ سماج کی طرف سے ہو رہا تھا۔ جو ۱۹۲۳ء میں بڑے پیمانہ پر شروع ہو گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جملہ مسلمانانِ ہند کو جہادِ تبلیغ میں شرکت کی دعوت دیتے ہوئے بتایا کہ ساڑھے چار لاکھ مسلمان ارتداد کیلئے تیار ہیں اور مسلمانوں کو تحریک فرمائی کہ وہ ہندوستان میں آٹھ کروڑ ہیں اور احمدی ان کا ایک سَو ساٹھواں حصہ یعنی پانچ لاکھ ہیں۔ مقابلہ کے لئے بیس لاکھ روپے جمع کرنا چاہیئے۔ جماعتِ احمدیہ کے ذمّہ اس نسبت سے تیرہ ہزار آتا ہے۔ اگر یہ امر مدّنظر رکھا جائے کہ احمدی مستورات اس وقت جرمنی میں مسجد کی تعمیر کیلئے نصف لاکھ روپیہ جمع کرنے کی تگ و دو میں ہیں اور وہ اس دوسرے چندہ میں حصہ نہ لے سکیں گی۔ صرف مرد ہی روپیہ دیں گے اور یہ امر بھی مدّنظر رہے کہ دیگر مسلمانوں میں کروڑپتی اور والیانِ ریاست بھی ہیں اور احمدیوں میں کوئی والیٔ ریاست اور ایک بھی لکھ پتی نہیں تو جماعت احمدیہ کے ذمّہ بیس لاکھ میں سے صرف دو تین ہزار روپیہ ادا کرنا آتا ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے جو کئی درجن مبلغین اس میدان میں کام کر رہے ہیں۔ ان کے اخراجات بھی ہم ادا کریں گے اور اگر ضرورت ہوئی تو جماعت احمدیہ سینکڑوں افراد تبلیغ کیلئے مہیا کر دے گی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی جماعت اہلحدیثؒ جماعت احمدیہ سے آٹھ دس گنا ہے اور مولوی صاحب نے قادیان میں ایک جلسہ میں یہ مطالبہ کیا تھا کہ امام جماعتِ احمدیہ ان کے ساتھ کلکتہ تک چل کر دیکھ لے اور معلوم کرے کہ کس پر ہر جگہ پھول برستے ہیں اور کس پر پتھر۔ سو اب ان پھول برسانے والوں کے اخلاص کے امتحان کا موقعہ ہے۔

۱۲ مارچ کو بعد نماز فجر مسجد مبارک میں حضورؓ نے تحریک فرمائی کہ (حضرت) چوہدری فتح محمد صاحب سیّال ایم اے کے ساتھ علاقہ ملکانہ میں فوری طور پر جانے کے لئے بعض احباب اپنے تئیں پیش کریں۔ اور محترم صوفی عبدالقدیر صاحب بی اے (ابن حضرت مولوی عبداللہ صاحبؓ سنوری)، محترم صوفی محمد ابراہیم صاحب بی ایس سی (بعدہٗ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ربوہ)، محترم چوہدری بدرالدین صاحبؓ (کارکن لنگر خانہ) اور محترم شیخ یوسف علی صاحبؓ بی اے (بعدہٗ پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کے نام لئے۔ کہ یہ جانے کو تیار ہیں۔ اور احباب مسجد سے جاکر دوسروں تک یہ تحریک پہنچادیں۔ چنانچہ حضرت سیال صاحبؓ سمیت بیس احباب ظہر تک تیار ہو گئے۔

(آگے صفحہ [illegible] پر ملاحظہ فرمائیے)

ماضی کے خزانے

تاریخ اسلام کے چند منتشر اوراق

مکرم و محترم مولانا دوست محمد صاحب شاھد

قبول اسلام کا نہایت دلچسپ واقعہ

حضرت ضمادؓ بن ثعلبہ قبیلہ ازدشنوہ کے ایک ممتاز فرد اور حضرت رسولِ خدا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے ہمجولیوں اور دوستوں میں سے تھے طبیعت میں از حد نفاست تھی۔ مگر زندگی کا محبوب مشغلہ جنتر منتر اور جھاڑ پھونک تھا۔ آپؓ کے اسلام لانے کا واقعہ بہت دلچسپ ہے لکھا ہے ایک بار آپ اپنے علاقہ سے مکہ آئے۔ وہاں لوگوں نے بتایا کہ تمہارا دوست تو (نعوذ باللہ) مجنون ہو گیا ہے۔ اور دماغی خلل کے باعث دعویٰ نبوت کئے ہوئے ہے۔ انہیں اس خبر سے سخت صدمہ ہوا۔ اور اپنی دیرینہ محبت اور اُلفت کی وجہ سے سیدھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور کہا کہ میں تمہارا علاج کرنے آیا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

الحمد للّٰہِ نحمدہٗ و نستعینہٗ و من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ و من یضلل فلا ھادی لہٗ واشھد ان لا الٰہ الّا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و انّ محمّداً عبدہٗ و رسولہ۔ (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں ہم اسی کی حمد کرتے اور اسی سے مدد کے طلبگار ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت یافتہ اور مسلمان قرار دے کوئی نہیں جو اس کو گمراہ (یعنی غیر مسلم) قرار دے سکتا۔ اور جو اس کے دربار میں گمراہ ہے اُسے ہدایت بھی کوئی نہیں دے سکتا۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا نہ کوئی معبود ہے۔ اور نہ شریک اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندہ اور [illegible]

[illegible] کلمات کا ضمادؓ بن ثعلبہ پر [illegible] اور فوری بلکہ اعجازی اثر ہوا کہ انہوں نے بعد لجاجت اور منت عرض کی "حضورؐ دوبارہ ارشاد فرمائیے۔"

آنحضورؐ نے ان کو دوبارہ پڑھا۔ انہوں نے تیسری بار پڑھنے کی خواہش کی حضورؐ نے شرف قبولیت بخشتے ہوئے ان کو تیسری بار دہرایا۔ اب ضماد مسحور اور مبہوت ہو کر پکار اُٹھے

واللّٰہ لقد سمعت قول الکھنۃ و سمعت قول السّحرۃ و سمعت قول الشعراء فما سمعت مثل ھؤلاء الکلمات واللّٰہ لقد بلغت قاموس البحر۔ خدا کی قسم میں نے کاہنوں کی باتیں۔ جادوگروں کے منتر اور شاعروں کے قصائد سُنے ہیں لیکن ایسا (پُر اثر پُر شوکت اور پُر عجیب) کلام آج تک نہیں سُنا بخدا اس نے سمندر کی تہ تک کو متأثر کر ڈالا ہے۔

ضماد نے اس کے بعد عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اپنا مبارک ہاتھ آگے بڑھائیے، میں اسلام پر بیعت کرتا ہوں آنحضرت نے اُن کی بیعت لی اور فرمایا۔ "اپنے قبیلہ کی طرف سے بیعت کراؤ۔" چنانچہ انہوں نے دوبارہ بیعت کی۔ اور اسلام کی مقدس امانت اپنے سینہ میں لئے ہوئے وطن لوٹے قبیلہ کے لوگوں نے جب آپؓ کی زبان سے پورا ماجرا سُنا تو وہ بھی مسلمان ہو گئے۔

(اسد الغابہ۔ جلد ۳۔ ص ۴۱-۴۲ تالیف علامہ ابن اثیر)

مسلمان جرنیلوں کی رُوحانی قوّت

خلیفہ ثانی سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مبارک عہدِ خلافت کا ذکر ہے کہ مسلمان افواج مصر کے قلعہ بابلیون کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے دربارِ خلافت [illegible] مزید فوج کے لئے درخواست بھیجی خلیفہ [illegible] نے بلاتاخیر چار ہزار مجاہدوں کا لشکرِ جرّار حضرت زبیرؓ بن العوام کی سرکردگی میں روانہ فرمایا۔ اور پیغام دیا

انی قد امددت کُم باربعۃ الاف رجل منھم رجل مقام الالف الزبیر بن العوّام والمقداد بن عمرو وعبادہ بن الصامت و مسلمہ بن مخلّد

(کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۵۱ مطبوعہ حیدرآباد دکن)

- فرمایا میں چار ہزار کی کمک تمہارے لئے بھیج رہا ہوں جن میں ایسے مردِ فدائی بھی ہیں جو ایک ہزار سپاہی کے برابر ہیں یعنی زبیرؓ بن العوام۔ مقداد بن عمرو۔ عبادہ بن صامت اور مسلمہ بن مخلد۔

اگرچہ حالات سخت حوصلہ شکن اور ناموافق تھے۔ اور دشمن کو اسلحہ اور تعداد دونوں اعتبار سے برتری حاصل تھی۔ مگر حضرت عمرؓ کی توجہ اور دعاؤں کی برکت سے یہ چاروں بزرگ واقعی ایک ایک ہزار سپاہی کے برابر ثابت ہوئے۔ اور شہر بابلیون جو بعد کو فسطاط کے نام سے مشہور ہوا۔ ۲۰ھ میں فتح ہوا اور اگلے سال مصر کے پایۂ تخت اسکندریہ پر بھی اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔

گورنر کوفہ کا باطل شکن جواب

اہل کوفہ بڑے شریر لوگ تھے جس گورنر کو مرکزِ اسلام سے بھیجا جاتا۔ چند روز کے بعد اس کی شکایتیں کرکے اور ایجی ٹیشن پھیلا کے اس کو واپس چلے جانے پر مجبور کر دیتے۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے۔

"جب تک حکومت میں فرق نہ آئے ان کی مانتے چلے جاؤ۔"

آخر جب ان کی شرارتیں حد سے بڑھ گئیں تو حضرت عمرؓ نے ایک گورنر (غالباً ابن ابی لیلیٰ جن کا نام تھا اور جن کی عمر ۱۹ برس کی تھی۔) کوفہ میں بھیجا۔ جس وقت یہ وہاں پہنچے تو کوفیوں نے آپ کو بچہ سمجھ کر اُن کے خلاف آتے ہی ایک سازش کی اور [illegible] باندھا کہ پہلے ہی دن اس کی عمر پوچھی جائے۔ جب دربار عام منعقد ہوا تو ایک شخص بڑی متین شکل بنا کر آگے بڑھا۔ اور بڑھ کر کہا۔

"حضرت آپ کی عمر مبارک کیا ہے؟"

حضرت ابن ابی لیلیٰ نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا کہ

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مرض الموت میں صحابہؓ کے لشکر پر اُسامہؓ بن زید کو کمانڈر مقرر فرمایا تھا تو جو اس وقت اُن کی عمر تھی اس سے میں دو سال بڑا ہوں۔"

(حضرت اسامہؓ کی عمر اس وقت قریباً سترہ برس تھی۔ اور بڑے بڑے صحابہؓ ان کے ماتحت کئے گئے تھے) کوفہ والے یہ جواب سُن کر دنگ رہ گئے اور پھر انہیں حضرت ابن ابی لیلیٰ کے عہد میں سر اُٹھانے کی جرأت نہ ہو سکی۔ فراصل وہ سمجھے ہوئے تھے کہ آپ کی حیثیت محض ایک سیاسی گورنر کی ہے حالانکہ وہ ایسے گورنر تھے جنہیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ راشد نے اپنا نائب بنا کر بھیجا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔

(منقول از کتاب "برکات خلافت" از ابن خادم)

اسلامی فتوحات کا اصل راز

ساقیٔ کوثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان پر اپنی اُمّت کے لئے دعاؤں کا لازوال خزانہ چھوڑا ہے جو اوّلین و آخرین سب کے لئے اور قیامت تک آپ کے سچے خادموں غلاموں اور چاکروں کو ملتا رہے گا۔ بشرطیکہ وہ اپنی دعاؤں کے ذریعہ اس کے حصول کی مخلصانہ اور عاجزانہ کوششیں جاری رکھیں۔ اس راز کو پہلی صدی ہجری کے ان مسلمانوں نے بھی خوب سمجھا جو تابعین یا تبع تابعین میں شمار ہوتے تھے۔ اور گو بعد میں آنے والے مؤرخین کی نگاہ سے یہ حقیقت قریباً نظر انداز ہو گئی مگر واقعہ یہی ہے کہ قرنِ اوّل میں اسلامی فتوحات کا اصل راز یہی تھا۔ چنانچہ حضرت علی بن حامد ابوبکر کوفی کی کتاب "فتح نامہ سندھ" (المعروف چچ نامہ) سے ثابت ہے کہ مسلمان جرنیل حضرت محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کو ارمابیل (ارضی بیلہ) میں یہ شاہی فرمان پہنچا کہ مسلمان افواج کا فرض ہے کہ وہ خدائے عزّوجل کا ذکر ہر وقت کرتی رہیں۔ اور نصرت

خداوندی سکے لئے "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" کا کثرت سے وِرد کریں چنانچہ فتح نامہ میں لکھا ہے :۔

"ذکرِ خدائے عزّ وجل را بر زبان راہند داز توفیق الٰہی نصرت خواہید تا خدائے تعالیٰ شما را نصرت و مدد بیشتر قول لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم را مدد خود کنید۔"

(صفحہ ۱۰۱۔ شائع کردہ مجلس مخطوطات فارسیہ حیدرآباد دکن مطبع لطیفی ۱۳۵۸ھ سنہ ۱۹۳۹ء)

تاریخ کی اس مستند شہادت سے قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قرنِ اوّل میں مسلمانوں کی سب جنگی کامیابیاں دعاؤں کی رہینِ منت تھیں۔

قیروان کی بنیاد

مؤرخ اسلام حضرت علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری نے ۵۰ھ کے واقعات میں شمالی افریقہ میں قیروان نامی شہر کی تعمیر سے قبل یہاں ایک گھنا اور خوفناک جنگل تھا۔ جو درندوں اور سانپوں سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عقبہ بن نافع فہری کو افریقہ کی طرف روانہ فرمایا تو انہوں نے یہ علاقہ فتح کیا اور پھر یہاں اسلامی چھاؤنی اور شہری تعمیر کا آغاز کرنے سے قبل جنگل کے درندوں کو مخاطب کر کے کہا کہ

"ہم لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں، یہاں آگئے ہیں۔ اس لئے تم یہاں سے فوراً نکل جاؤ۔"

یہ آواز صورِ اسرافیل ثابت ہوئی۔ ہر طرف ایک حشر سا بپا ہوگیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے پورا جنگل درندوں اور سانپوں سے خالی ہوگیا۔ ایسی دہشت پھیلی کہ سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے اور درندوں نے اپنے بچوں کو منہ سے اٹھا کر یہ علاقہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا۔ جو اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ پر برہانِ قاطع ہے۔

حضرت سلطان فتح علی ٹیپوؒ کا محبوب لفظ

"احمدی" کا لفظ دنیائے اسلام میں ہمیشہ ہی نہایت محبت و عقیدت سے مروّج رہا ہے۔ گزشتہ صدیوں میں بہت سے ممتاز فقیہ، حافظ، مفسر اور مؤلف اپنے نام کے ساتھ "احمدی" لکھنا موجبِ فخر سمجھتے تھے۔ ان بزرگوں میں سے بعض کے نام یہ ہیں:۔

حضرت ابراہیم الحجازی شافعی فقیہہ (متوفّی قریباً ۱۲۲۳ھ ۱۸۰۸ء) حضرت ابراہیم بن صالح مؤرخ (ولادت ۱۲۷۰ھ ۱۸۵۴ء) حضرت اسماعیل بن احمد مفتی طرابلس الشام (ولادت ۱۱۹۸ھ ۱۷۸۴ء وفات ۱۲۸۸ھ ۱۸۷۱ء) حضرت جواد بن تقی کُردی فقیہہ (زمانہ تیرہویں صدی ہجری) حضرت عبداللطیف بن عبدالمومن ادیبی الجامی (متوفی ۹۶۳ھ ۱۵۵۶ء) حضرت عبدالوہاب بن احمد بن برکات الطنطادی المصری الشافعی (زمانہ بارہویں صدی ہجری) حضرت عبدالوہاب بن ابی برکات شافعی مفسر (۱۱۴۹ھ ۱۷۳۶ء میں بقیدِ حیات تھے) حضرت علی بن سعد البدیسی الشافعی الاشعری ماہر فلکیات (۱۱۷۸ھ ۱۷۶۴ء میں زندہ تھے) حضرت علی بن عبداللہ مصری شعرانی (متوفّی ۹۴۴ھ ۱۵۳۷ء) حضرت ابوالبقاء محمد بن علی بن خلف مصری نزیلِ مدینہ منورہ نحوی، عروضی، متکلم، محدث (۹۰۹ھ ۱۵۰۳ء میں موجود تھے) حضرت محمد البہی مصری (زمانہ تیرہویں صدی ہجری) حضرت ابوالوفا بن نصر ازہری ادیب، مفسر (وفات ۱۲۹۱ھ ۱۸۷۴ء)

یہ سب لوگ احمدی کہلاتے تھے اور "معجم المؤمنین" میں ان کا مفصل تذکرہ موجود ہے۔ شیرِ میسور حضرت سلطان المجاہدین فتح علی (ٹیپو) رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگار جناب محمود خاں محمود بنگلوری نے "تاریخ سلطنت خداداد میسور" میں یہ انکشاف کیا ہے کہ ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ کو احمدی کا نام اس درجہ محبوبِ خاطر تھا کہ

"انہوں نے اپنی فوج کا نام "جماعت احمدی" اپنے سکّہ کا نام "احمدی" اپنے جدید کیلنڈر کے پہلے مہینہ کا نام "احمدی" اور اپنی مسجد کا نام احمدی رکھا تھا۔"

(ملاحظہ ہو صفحہ ۲۱۴)

(ہفت روزہ "لاہور" لاہور ۲۲/۸)

افسوس! محترم سید محمد شریف شاہ صاحب درویش قادیان وفات پاگئے ——— اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ہ

قادیان ۔ ۱۰ اخاء (اکتوبر) افسوس کہ کل ساڑھے پانچ بجے شام محترم سید محمد شریف شاہ صاحب درویش، سیالکوٹی وفات پاگئے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ آج صبح فجر کی نماز کی ادائیگی کے بعد احاطہ گلشنِ احمد میں محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے درویشان کرام کی بھاری تعداد سمیت مرحوم کی نماز جنازہ ادا کی اور موصی ہونے کے سبب مرحوم کو بہشتی مقبرہ قطعہ نمبر ۸ میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ قبر کی تیاری پر محترم مولانا امینی صاحب نے ہی دعا بھی کرائی۔

مرحوم شاہ صاحب نہایت درجہ نیک متقی بزرگ تھے جن کا درویشی زمانہ مثالی رنگ کے صدق و صفا کے ساتھ گزرا۔ عبادت گزار دعاگو انسان تھے۔ شروع زمانہ درویشی میں نماز تہجد کے لئے سارے محلہ احمدیہ میں سحری کے وقت گھوم کر جگانے کا کام مرحوم استاد مولا بخش صاحب باورچی لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے شوق سے کرتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد یہ خدمت اپنے ذاتی شوق سے محترم شاہ صاحب نے اپنے ذمہ لے لی اور جب تک صحت نے ساتھ دیا برس ہا برس تک اس کو بڑے استقلال کے ساتھ پورا کیا۔ الدار کے احاطہ میں ایک کمرہ میں درویشی کا بیشتر زمانہ بسر کرنے کی سعادت پائی۔ جب چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تو حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ والے مکان میں منتقل کر دیا گیا جہاں خدام و انصار نے امارتِ مقامی کی نگرانی میں مرحوم کے آخری دم تک ان کی دیکھ بھال کی جو خاص محنت اور خلوص و محبت کے بغیر ممکن نہیں۔ جن اصحاب نے یہ خدمت سرانجام دی، اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جناب سے اجرِ جزیل سے نوازے۔

مرحوم شاہ صاحب کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد اور خلافت حقہ احمدیہ سے غیر معمولی عشق و محبت تھی۔ سلسلہ کی جملہ مالی تحریکات میں مقدور بھر حصہ لیتے رہے۔ فرضی روزوں کے علاوہ نفلی روزوں کے تعاہد کے ساتھ پابند رہے۔ نماز باجماعت اوّل وقت پر مسجد حاضر ہو کر ادا کرنے میں نمایاں وصف کے مالک رہے۔ مہمان نوازی اور اکرام ضعیف کا وصف بھی نمایاں تھا۔ خود بھی دعائیں کرتے اور دوسروں کو بھی ہمیشہ ہی دعا کرتے رہنے کی تلقین کرتے۔ نظام سلسلہ کے نہایت درجہ مطیع اور فرمانبردار تھے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور آپ کے اہل خانہ و بچوں سے پیار تو تھا ہی حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل مرحوم امیر مقامی کے ساتھ بھی جس قدر پیار تھا اسی قدر مرحوم کے احکام پر اطاعت گذار بھی تھے۔ حضرت امیر صاحب مرحوم بالعموم عصر کی نماز کے بعد مہمان خانہ کے گیٹ کے پاس کرسی بچھا کر بیٹھ جاتے تاکہ قادیان اور مضافات کے دوستوں اور تعلق داروں کو ملنے ملانے میں سہولت رہے۔ اس موقعہ پر محترم شاہ صاحب بھی مرحوم مولوی صاحب کے بے تکلف ہم نشینوں میں سے تھے۔ اور شاید ان دونوں بزرگوں کے باہمی دلی محبت ہی کا نتیجہ ہے کہ ایک ہی سال میں چند ماہ کے وقفہ کے ساتھ اللہ کو پیارے ہوگئے۔

مرحوم کی عمر بوقت وفات ۸۴ سال کے قریب ہوگی آپ کی اولاد بھی ماشاء اللہ کافی بڑی عمر کی ہے جو سب کے سب پاکستان میں ہیں۔ اسی طرح آپ کی اہلیہ محترمہ بھی رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو مرحوم کا بہتر جانشین بنائے۔ اور مرحوم کو اپنے قربِ خاص میں جگہ دے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین ؎

اظہارِ تشکّر

(۱) میری چھوٹی نسبتی بہن نے امسال برہمپور یونیورسٹی سے بی۔ اے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس خوشی میں میرے نسبتی بھائی مکرم محمد ذکریا صاحب نے ۱۵/ روپے اعانتِ بدر۔ ۵/ روپے شکرانہ فنڈ اور ۵/ روپے درویش فنڈ میں ادا کیا ہے جزاہم اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ میری اس بہن کو مزید کامیابیوں سے نوازے۔ آمین۔

خاکسار: شیخ علی احمد۔ برہم پور (اڑیسہ)

(۲) خاکسار کے لڑکے عزیزم انور احمد صاحب امسال A. S. C فائنل میں فرسٹ کلاس میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس خوشی کے موقعہ پر ۱۰/ روپے بطور اعانت بدر اور درویش فنڈ ادا کرتے ہوئے احباب جماعت سے عزیز کی مزید کامیابیوں کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: ایم جمال الدین۔ صدر جماعت ساتان کولم

(۳) میری بڑی لڑکی شاہدہ پروین بی ایڈ میں فرسٹ ڈویژن میں کامیابی حاصل کر کے گلبرگہ ریذیڈنشل ہائی سکول میں ٹیچر مقرر ہوئی ہیں۔ اور میری چھوٹی لڑکی نعیمہ اختر کو بی اے میں گولڈ میڈل جیتنے کے بعد ایم اے میں داخلہ مل گیا ہے۔ الحمد للہ۔ مبلغ ۵/ روپے شکرانہ فنڈ اور ۵/ روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے احبابِ جماعت سے ہر دو بچیوں کے روشن مستقبل کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: کبریٰ بیگم۔ نگران ناصرات حیدرآباد

خریداران اخبار بدر کی بعض شکایات اور ان کا ازالہ!

(۱) خریداران اخبار بدر کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ خریداران بدر کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ وہ دفتر بدر سے خط و کتابت کرتے وقت یا چندہ بدر ارسال کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ خریداری نمبر صرف دفتر کی سہولت کے لئے دیا جاتا ہے۔ اکثر خریدار بدر خط و کتابت کرتے وقت یا چندہ بدر ارسال کرتے وقت اپنا خریداری نمبر نہیں لکھتے۔ جس کی وجہ سے دفتر ہذا کو مشکل پیش آتی ہے اور خطوط کا جواب بآسانی اور بروقت نہیں دیا جا سکتا۔ نیز خریداری نمبر نہ معلوم ہونے کی صورت میں بعض خریداران بدر کا چندہ بلا تفصیل پڑا رہتا ہے اور اس کی تعمیل میں کافی دیر لگ جاتی ہے۔ اور اخبار نہ ملنے کی صورت میں آپ کو بھی شکوہ پیدا ہوتا ہے۔

اس لئے تمام خریداران اخبار بدر کی خدمت میں گذارش ہے کہ خط و کتابت یا ترسیل زر کے وقت خریداری نمبر ضرور لکھا کریں۔ اسی طرح یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ ترسیل زر و دیگر انتظامی امور کے متعلق منیجر اخبار بدر کے نام خط و کتابت کی جائے۔ البتہ مضامین وغیرہ کے متعلق ایڈیٹر اخبار بدر کے نام خط و کتابت کی جائے۔

(۲) متعدد جگہوں سے یہ شکایات موصول ہو رہی ہیں کہ اخبار بدر بروقت نہیں مل رہا ہے۔ اور بسا اوقات ملتا ہی نہیں۔ ایسے تمام خریداران بدر کی خدمت میں عرض ہے کہ اخبار بدر قادیان سے ہر جمعرات کو باقاعدگی کے ساتھ پوسٹ کر دیا جاتا ہے اور سبھی کے ایڈریس وغیرہ کی چیکنگ بھی جاری رہتی ہے۔ لہٰذا آپ مقامی طور پر اپنے ڈاکخانہ سے دریافت کریں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مقامی طور پر کسی ڈاکخانہ میں بروقت اخبار کی نکاسی نہ ہو رہی ہو یا کسی اور طرح کی کوئی غفلت برتی جا رہی ہو جبکہ اکثر یہ دیکھا جا رہا ہے ایک ہی علاقہ سے اس طرح کی متعدد شکایات موصول ہو رہی ہیں۔ اگر کوئی ایسی غفلت مقامی طور پر کسی ڈاکخانہ کی طرف سے علم میں آئے تو اس محکمہ کے عملہ کو توجہ دلائی جائے۔ اگر پھر بھی اس شکایت کا ازالہ نہ ہو تو متعلقہ خریداران بدر ایک ایک Complaint letter انگریزی میں تحریر کر کے دفتر منیجر بدر کے نام ارسال کریں تاکہ احباب کی شکایت سنٹر تک پہنچائی جا سکے اور اس تکلیف کے ازالہ کے لئے کوشش کی جا سکے۔

منیجر اخبار بدر قادیان

رپورٹ لکھنؤ کانفرنس (بقیہ صفحہ اول)

کانفرنس کے اجلاسات دونوں دن ۴ بجے شام سے شروع ہو کر ساڑھے نو بجے ختم ہوتے رہے۔ ہر دو اجلاسات میں متذکرہ بالا احباب کے علاوہ محترم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان مدراس و محترم سید فضل احمد صاحب ایم اے پٹنہ نے انگریزی میں اور محترم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب پی ایچ ڈی سکندرآباد۔ محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان۔ محترم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ شاہجہانپور۔ اور دیگر شاستری صاحب اور ایک عیسائی نمائندہ مسٹر انتھونی نے اردو میں تقاریر فرمائیں۔ کانفرنس کے دونوں دن پنڈال [illegible] قائم کیا گیا تھا۔ غیر [illegible] غیر مسلم [illegible] نے بڑے شوق [illegible] جماعت احمدیہ کا لٹریچر خریدا [illegible] پر کافی تعداد میں فری لٹریچر بھی تقسیم کیا۔ محمد [illegible] کی گیارھویں سالانہ کانفرنس شہر لکھنؤ میں بہت کامیاب رہی اور بحیثیت اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس کے مناظر ٹیلیویژن پر دکھائے گئے۔ اور آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ سے تقاریر کا خلاصہ براڈکاسٹ کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے اور اس کانفرنس میں شرکت کرنے والے احباب کو اجر جزیل سے نوازے۔ آمین

کانفرنس کے اختتام کے بعد حیدرآباد سے آنے والا وفد ۴ر اکتوبر کو واپس روانہ ہو گیا۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع بیگم صاحبہ ۵ر اکتوبر کو پٹنہ تشریف لے گئے۔ اور جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ ۵ر اکتوبر کی شام کو لکھنؤ سے روانہ ہو کر ۶ر اکتوبر کی شام کو قادیان واپس تشریف لے آئے۔

کانفرنس کی مفصل رپورٹ بعد میں شائع کی جائیگی۔

خاکسار:
عبدالقادر دہلوی۔ نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

دعائے مغفرت!

مورخہ ۲۸ ستمبر کو یہ افسوسناک اطلاع پہنچی کہ خاکسار کے برادر نسبتی الحاج چوہدری رحمت اللہ صاحب سابق امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع بہاولپور چند دن بیمار رہ کر بہاولپور سول ہسپتال میں زیر علاج رہے اور وہیں مورخہ ۱۳ ستمبر کو پانچ بجے شام اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ ربوہ لایا گیا اگلے روز مورخہ ۱۴ ستمبر ۲ بجے قبل دوپہر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں مرحوم کے رشتہ داروں کے علاوہ اہل ربوہ کی بہت بڑی تعداد شریک ہوئی۔ مرحوم موصی تھے اس لئے بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

مرحوم اپنے پیچھے پانچ لڑکے تین لڑکیاں اور ایک بیوہ اپنی یادگار چھوڑ گئے ہیں۔ اولاد سب کی سب چھوٹی عمر کی ہے۔ چند ماہ قبل ایک بڑی بیٹی کا نکاح کر چکے تھے۔ خوردسالہ اولاد کے علاوہ مرحوم کی بوڑھی والدہ، بھائیوں اور بہنوں کے لئے اس عمر میں ان کی اچانک وفات بہت بڑے صدمہ کا موجب ہوئی ہے۔ ہم درویشان قادیان کے لئے ایسے مواقع پر اپنی خاص مجبوریوں کے سبب صدمہ کا احساس زیادہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خاکسار کی اہلخانہ جو مرحوم کی حقیقی ہمشیرہ ہیں، ان کو اپنے بھائی کی جدائی کا صدمہ زیادہ ہی ہوا ہے کیونکہ مرحوم ۱۹۷۸ء میں جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کے لئے آئے تھے کسے معلوم تھا کہ بہن بھائی کی یہ آخری ملاقات ہوگی اور پھر ہمیشہ کے لئے جدائی ہو جانی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کے زخمی دلوں کو اپنے فضل سے صبر جمیل کی توفیق دے۔

مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ چند سال قبل اپنے بڑے بھائی محترم چوہدری عطاء اللہ صاحب ایم اے نائب ناظر بیت المال (آمد) ربوہ کے ہمراہ حج بیت اللہ کرنے کی سعادت پائی۔ اپنے بیوی بچوں اور تمام رشتہ داروں سے ہمیشہ مثالی حسن سلوک کیا۔ خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے خاص محبت رکھتے۔ خلافت حقہ سے دلی وابستگی اور احکام خلافت کی بجا آوری میں مثالی نمونہ دکھایا۔ جماعتی چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سلسلہ کے کاموں کو بڑے خلوص سے سر انجام دیا۔ مرحوم کی ایسی ہی خوبیوں اور عملی جدوجہد کے پیش نظر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ضلع بہاولپور کی جماعتوں کا امیر مقرر فرمایا۔ اپنے بچوں کو ربوہ کے دینی ماحول میں تربیت دینے کیلئے دو سال قبل ربوہ میں لے آئے۔ البتہ احمدپور شرقیہ (بہاولپور) جہاں موصوف کا اپنا مکان اور زمین وغیرہ ہیں، سے بھی تعلق رکھا۔ احمدپور شرقیہ میں احمدیت کی شدید مخالفت کے باوجود مردانہ وار حالات کا مقابلہ کرتے رہے اور کبھی موقعہ پر بھی نہ مخالفین سے خائف ہوئے اور نہ دبے۔ اسی وجہ سے وہاں کے شرفاء پر آپ کا خاص اثر تھا۔

مورخہ ۹ستمبر ۸۰ء کو نماز جمعہ کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے درویشان قادیان کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں نماز جنازہ غائب ادا کی۔ دوسرے خطبہ میں محترم صاحبزادہ صاحب نے برادر مرحوم کی وفات اور ان کے مخلصانہ تعلق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مدرسہ احمدیہ میں تعلیم کے زمانہ میں مرحوم چوہدری صاحب میرے کلاس فیلو تھے۔ ملکی تقسیم کے بعد اپنے خاندانی حالات کے سبب ذاتی کاروبار میں لگ گئے۔ مگر ساتھ کے ساتھ سلسلہ کی خدمات میں نمایاں حصہ لیتے رہے۔ (مرحوم، محترم صاحبزادہ صاحب کے قریباً ہم عمر ہی تھے)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے جملہ لواحقین کو اس ناگہانی صدمہ کے برداشت کرنے کی قوت دے اور ان کی اولاد کا حامی و ناصر ہو۔ اور مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور اپنے قرب خاص میں جگہ دے۔ آمین ؛؛

خاکسار: محمد حفیظ بقاپوری۔ ایڈیٹر بدر

احمدی بزرگوں کی مالی قربانیاں (بقیہ صفحہ ۸)

اس تبلیغی جہاد کے لئے حضورؓ نے مشاورت ۱۹۲۳ء میں تحریک فرمائی تو اسی وقت دس ہزار چھ سو اٹھاسی روپیہ کے وعدے اور نقد وصول ہوئے۔ چنانچہ اس کا ایک حصہ پیش ہے:-

حضرت نواب محمد علی خاں صاحبؓ۔ آپ کی بیگم حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ اور فرزند حضرت نواب محمد عبداللہ خاں صاحبؓ نے علی الترتیب ایک ہزار، دو صد اور پانصد روپے۔ آپؓ کے عزیز حضرت نواب زادہ [illegible] علی خاں صاحبؓ اور میر مرید احمد خاں صاحب خیرپور (سندھ) سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحبؓ نے پانچ پانچ سو روپے۔ ڈاکٹر فضل کریم صاحبؓ متعین کابل (بعدہٗ مقیم قادیان) نے چار صد تیرہ روپے۔ چوہدری نصراللہ خاں صاحبؓ (والد ماجد حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب) نے تین صد روپیہ وغیرہ وغیرہ۔

(رپورٹ مجلس مشاورت)

(باقی)

کیا اسلامی دعوت کے حق میں معجزاتی تائید کا وعدۂ الٰہی اب باقی نہیں رہا؟

بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

بالخصوص " تُؤْتِیْٓ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّھَا " کے حصۂ آیت کے مضمون کو۔ اس کی تفصیل ہم قارئین کرام پر چھوڑتے ہیں۔ آپ جس قدر غور و تدبّر سے اس شعر اور آیتِ کریمہ کے اس ٹکڑے کے مضمون پر نظر کریں گے اتنا ہی زیادہ آپ اس معجزۂ عظیمہ کی عظمت و اہمیت تک پہنچتے چلے جائیں گے۔

ایک اور مقام پر قرآن کریم کے محاسن بیان کرتے ہوئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے فرمایا ؎

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فُرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اِک لفظ مسیحا نِکلا !!

اس ایک ہی شعر میں قرآن کریم کے بیشمار معجزات کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ معجزات کے بیان میں عام لوگ موسیٰؑ کے عصا کو ایک بڑا معجزہ سمجھتے ہیں۔ اور بلاشبہ یہ ایک عظیم معجزہ تھا جو کلیم اللہؑ کی صداقت کے لئے ظاہر ہُوا۔ لیکن پاک محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو جو قرآن کریم کا معجزہ دیا گیا ہے، اس کا ایک ایک لفظ اپنے اندر شانِ مسیحائی رکھتا ہے۔ یہ کوئی مبالغہ آرائی نہیں بلکہ حقیقت بیانی ہے۔ طوالت کے خوف سے ہم اس کی تفصیل میں نہیں جا سکتے۔ اسی قدر اشارہ کافی ہے۔

(۲) — دوسرے نمبر پر نصرتِ الٰہی کا ابدی وعدہ ہے جو ہر زمانہ میں اعجازی پوزیشن کا مظہر ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

(ا) - کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ (مجادلہ : ۲۲)

(ب) - اسی طرح فرمایا اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْھَادُ - (المؤمن : ۵۲)

ان دو آیتوں میں سے پہلی آیت میں رسول کو مخالفین پر غلبہ دیئے جانے اور دوسری آیت میں رسولوں کے ساتھ ساتھ اُن پر ایمان لانے والوں کی بھی اِس دُنیا میں ہر موقع پر خاص نصرت و تائید کا مؤکد وعدہ دیا گیا ہے۔ ان دونوں آیات کے ساتھ آیتِ کریمہ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا کے پُرعظمت مضمون کو مستحضر کریں۔ جو قرآن کریم میں تین جگہوں پر ایسے ہی سیاق میں مذکور ہوئی ہے جہاں برگزیدہ افراد کی معجزانہ نصرت و تائید ہی کا ذکر ہے۔ (ملاحظہ ہو سورۃ احزاب آیت ۶۳۔ سورۃ فاطر آیت ۴۴ - سورۃ فتح آیت ۲۴) یہ سب خدا تعالیٰ کی طرف سے پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نصرتِ الٰہی عطا کئے جانے کے وعدے ہی ہیں۔ اور وعدۂ الٰہی کے بارے میں فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ - پھر حیرت ہے کہ مولانا وحید الدین خان کی بات کیونکر درست قرار دے دی جائے کہ ختمِ نبوّت کے نتیجہ میں اب معجزاتی تائید کا وعدہ باقی نہیں رہا —!! یا للعجب !!

یاد رہے کہ نصرتِ الٰہی کا یہ وعدہ حضور پُرنور کی زندگی ہی سے مختص نہیں بلکہ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت نہ صرف حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دینِ اسلام کو حاصل رہی بلکہ حضورؐ کی وفات کے بعد بھی اس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ البتہ یہ بات بھی برحق ہے کہ اعجازی رنگ میں نصرتِ الٰہی کو جذب کرنے کے لئے جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے ان کے بغیر اِس اعجاز کی جلوہ نمائی بھی ممکن نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا وحید الدین خان جیسے علماء زمانہ جب اس مقام پر پہنچتے ہیں اور فی زمانہ عام مسلمانوں کو معجزانہ نصرتِ الٰہی سے محروم پاتے ہیں تو بجائے اس کے کہ ان وجوہات کی تلاش اور جستجو کریں جن کے نتیجہ میں مسلمانوں کو یہ محرومی ہو رہی ہے اُلٹا نصرتِ الٰہی کے ظاہر ہونے سے ہی انکار کر جاتے ہیں۔ جیسا کہ مولانا موصوف "الجمعیۃ" دہلی کے جمعہ ایڈیشن مجریہ ۶۹-۱۰-۲۴ میں اس کا ذکر مفصلاً کر چکے ہیں۔ اور ہمیں اُن کی یہ عجیب و غریب بات خوب یاد ہے۔ اگر چاہیں تو الجمعیۃ کے اُس پرچہ کو نکال کر دیکھ سکتے ہیں۔

افسوس کہ اس طرح کی مخالفِ تعلیمِ قرآنی باتیں بیان کر کے یہ لوگ غیروں کے سامنے اسلام کو ایک زندہ اور باخدا مذہب ہونے کا ثبوت کیونکر دے سکتے ہیں۔ اگر تازہ بتازہ معجزات و نشانات تائیدِ دینِ مصطفےٰؐ کے لئے ظاہر ہوتے ہیں تو پھر دینِ اسلام کو دیگر ادیان پر کیا امتیاز رہا۔ (ہم اس سلسلہ مضمون کی آخری قسط میں بادلائل بتائیں گے کہ کس طرح اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ کی معجزانہ نصرت و تائید امتِ مسلمہ کے نیک بندوں کے لئے نمایاں طور پر ظاہر ہوتی رہی ہے) مذکورہ بالا دو معجزات کے علاوہ دیگر ایسے ہی مزید معجزات کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اشاعت میں کیا جائے گا۔ (جاری)

خلاصہ خطبہ جمعہ — بقیہ صفحہ اوّل

ان کے بیجا استعمال کو اسراف اور ضیاع قرار دیا۔ پھر آپؐ نے بلا امتیاز مومن و کافر تمام انسانوں کے حقوق بھی متعین فرمائے اور بتایا کہ ہر شخص کے جذبات کا احترام کرنا ضروری ہے۔ طعن و تشنیع سے کام لینے بُرے ناموں سے انہیں پکارنے، جھوٹ بولنے یا بہتان باندھنے سے سختی کے ساتھ منع کیا۔ ہر حالت میں عدل و انصاف سے کام لینے کی ہدایت کی اور فرمایا کہ کسی کو بھی حتّٰی کہ دوسروں کے جھوٹے معبودوں کو بھی گالی مت دو۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کے روحانی حقوق بھی بیان کئے اور بتایا کہ انسان کی رُوحانی ترقیات کا کوئی شمار نہیں ہے۔ اگر وہ سچی توبہ کرے تو اس کے تمام گذشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اگر کبھی اس سے نادانستہ طور پر غفلت سرزد ہو تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی نوع انسان کے لئے اسوۂ حسنہ بنایا اور اعلان کیا کہ اگر اس کی اتباع کرو گے تو تمہیں بھی تمہاری استعداد کے مطابق اسی طرح سب کچھ ملے گا۔ جس طرح رسول کریمؐ کو ان کی کامل استعدادوں کی کامل نشو و نما کے نتیجہ میں بے حد و حساب ملا۔ حتّٰی کہ انسان کو معرفتِ الٰہیہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا حاصل ہو جاتی ہے جس کے بعد غیر اللہ سے رہائی مل جاتی ہے۔ اور گناہوں سے نجات حاصل ہو کر اُسے نہ صرف اُخروی زندگی میں بلکہ اسی زندگی میں ایک جنت عطا کی جاتی ہے۔ آخر میں حضور نے فرمایا، غرض رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واقعی دُنیا کی ہر چیز کے لئے سراسر رحمت ہیں اور ہم عاجز بندوں پر آپؐ کے اتنے احسان ہیں کہ انہیں دیکھ کر اور محسوس کر کے ہمارا نفس اور ہماری رُوح بے اختیار ہو کر آپؐ پر درود و سلام بھیجنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ❊

(الفضل مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۷۷ء)

ولادت

عزیز مکرم بشیر احمد صاحب "کالا رسکار اور ولیپنڈ" کو اللہ تعالیٰ نے ۳۰/۹/۷۷ کو فرزند عطا فرمایا ہے نومولود مکرم محمد لطیف صاحب آف کانپور کا نواسہ اور آپ کے برادرِ اکبر محمد سعید صاحب مرحوم کا پوتا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت اور تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرما کر خادمِ دین بنائے۔ محترم محمد لطیف صاحب کی طرف سے اس خوشی پر مبلغ ۱۵/ روپے شکرانہ فنڈ مبلغ ۱۵/ روپے اعانت بدر اور مبلغ ۲۰/ روپے صدقہ میں ادا کئے گئے ہیں۔ جزاہم اللہ تعالیٰ۔ (خاکسار: بدرالدین عامل جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان)

VARIETY CHAPPAL PRODUCTS KANPUR
PHONES:- 52325/52686 P.P.
پائیدار بہترین ڈیزائن پر
ویرائٹی
لیڈی سول اور ربڑ شیٹ کے سینڈل
چپل پروڈکٹس کانپور
زنانہ و مردانہ چپلوں کا واحد مرکز ◄ مچھنیا بازار ۴۲/۲۹

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے!
AUTOWINGS,
آٹو ونگس
32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY,
MADRAS. 600004.
PHONE :- 76360.

قرآن کریم کا ایک ایک پارہ حفظ کرنے کی مبارک تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کی تعمیل میں قرآن مجید کا ایک ایک پارہ حفظ کرنے کی تحریک کی گئی تھی۔ جس پر احباب نے یہ دریافت کیا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کتنی مدت ایک پارہ حفظ کرنے کے لئے مقرر فرمائی ہے۔ اس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک ماہ سے تین ماہ تک کی مدت اس غرض کے لئے مقرر فرمائی ہے۔ نیز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ پہلا گروپ جلسہ سالانہ ۱۹۷۷ء تک بہرحال تیار ہو جانا چاہیئے۔

لہٰذا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی روشنی میں عزیزوں۔ نوجوانوں اور احبابِ جماعت کو چاہیئے کہ جلسہ سالانہ ۱۹۷۷ء تک ایک پارہ حفظ فرماتے ہوئے اپنے ناموں سے نظارت میں اطلاع دیں۔ تاکہ حضور کی خدمت میں دُعا کے لئے ان کے نام پیش کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ عزیزوں۔ نوجوانوں اور احبابِ جماعت کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں قرآن مجید کا ایک ایک پارہ حفظ کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

پروگرام دورہ مکرم منظور احمد صاحب انسپکٹر تحریکِ جدید

برائے صوبہ کشمیر

جملہ جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ انسپکٹر صاحب موصوف مورخہ ۱۲ر اکتوبر ۷۷ء سے مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق وصولی چندہ و وعدہ تحریک جدید کے سلسلہ میں دورہ کریں گے۔ جملہ احبابِ جماعت، عہدیداران و مبلغینِ کرام سے انسپکٹر صاحب کے ساتھ کماحقہ تعاون کی درخواست ہے۔

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	۱۲-۱۰-۷۷	آسنور۔ کوریل	۲۴/۱۰/۷۷	۲	۲۶/۱۰/۷۷
جموں	۱۲/۱۰/۷۷	۱	۱۳/۱۰/۷۷	رشی نگر۔ ماندوجن	۲۶	۳	۲۹
بھدرواہ	۱۳	۲	۱۵	شوپیاں۔ سوفن نامن	۲۹	۱	۳۰
اسلام آباد۔ بیج بہاڑہ	۱۵	۱	۱۶	مانلو۔ میشہ واڑ	۳۰	۱	۳۱
ناصر آباد	۱۶	۲	۱۸	ہاری پاری گام	۳۱	۱	۱/۱۱/۷۷
شورت	۱۸	۲	۲۰	سری نگر	۱/۱۱/۷۷	۱	۲/۱۱/۷۷
یاڑی پورہ	۲۰	۲	۲۲	بانڈی پورہ	۲	۱	۳
چک ایرچھ۔ نونہ مئی، کاٹھ پورہ	۲۲	۲	۲۴	اونہ گام۔ ترکہ پورہ	۳	۱	۴
				سری نگر	۴	۲	۶

امتحان دینی نصاب برائے جماعت ہائے احمدیہ بھارت

جملہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سال ۱۳۵۷ ہش (۱۹۷۸ء) کے امتحان دینی نصاب کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دو تصنیفات

(۱) ضرورت الامام (۲) دو اہم تقریریں۔

بطور نصاب مقرر کی گئی ہیں۔ احباب اس دینی نصاب میں کثرت سے شمولیت اختیار کر کے علمی و روحانی فائدہ حاصل کریں۔ ہر دو کتابیں امتحان دہندگان کے لئے بطور رعایت ۵۰ پیسے فی نسخہ نظارت دعوۃ و تبلیغ سے مل سکتی ہیں۔ یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات کا ہر احمدی کے گھر میں ہونا باعثِ برکت ہے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

چندہ اخبار بدر کی ترسیل

اخبار بدر کا چندہ خریداری اور اعانت وغیرہ کی جملہ رقوم محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام ارسال فرمائیں۔ ایڈیٹر کے ذاتی نام پر ایسی رقوم کا بھیجنا درست نہیں۔ اس سے کام بڑھ جاتا ہے اور حسابات میں بھی غلطی ہونے کا امکان ہے۔ البتہ قابلِ اشاعت مضامین وغیرہ ایڈیٹر کے نام ارسال فرمائیں۔

(ایڈیٹر بدر)

آل کشمیر احمدیہ مسلم کانفرنس

کی تاریخوں میں تبدیلی

آل کشمیر احمدیہ مسلم کانفرنس کے انعقاد کیلئے ۵ر۶ر نومبر ۷۷ء مقرر کی گئی ہیں

قبل ازیں کانفرنس کے انعقاد کے لئے ماہ اکتوبر کی آخری تاریخیں رکھی گئی تھیں۔ لیکن مسجد و حمام وغیرہ کی تیاری چونکہ ماہ اکتوبر کے آخر تک ممکن ہو سکے گی۔ اس لئے کانفرنس ۵ر ۶ر نومبر ۱۹۷۷ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگی۔ جملہ احباب مطلع رہیں۔ مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب کانفرنس کے صدر مجلس استقبالیہ ہیں۔ احباب اُن کے ساتھ تعاون فرمائیں۔ کانفرنس کے موقعہ پر نئی تعمیر شدہ مسجد احمدیہ سرینگر کا افتتاح بھی ہوگا۔

خاکسار:
غلام نبی نیاز مبلغ سرینگر

دینی نصاب برائے مبلغین و معلمین بھارت

جملہ مبلغین و معلمین جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ان کے امتحان دینی نصاب سال ۱۳۵۷ ہش (۱۹۷۸ء) کے لئے مندرجہ ذیل کتب بطور نصاب مقرر کی گئی ہیں۔ امتحان کی تاریخوں کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

(۱) فتح اسلام (۲) توضیح مرام (۳) نشانِ آسمانی (۴) دو تقریریں (تصنیفات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

نوٹ:۔ سینئر شاہد مبلغینِ کرام اس امتحان سے مستثنیٰ ہوں گے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ اب قریب آ رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک سے چندہ جلسہ سالانہ بھی چندہ عام اور حصہ آمد کی طرح لازمی چندہ ہے۔ اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ (۱/۱۰) یا سالانہ آمد کا ۱/۱۲۰ حصہ مقرر ہے۔ اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی ضروری ہے تاکہ جلسہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بروقت سہولت کے ساتھ ہو سکے۔ لہٰذا جن احباب اور جماعتوں نے تاحال اس چندہ کی سو فیصد ادائیگی نہ کی ہو اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اس طرف جلد توجہ فرمائیں۔

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کے وعدہ کنندگان سے درخواست

جماعت کے جن مخلص بھائیوں نے "صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ" میں وعدے کر رکھے ہیں اُن میں سے بعض کے وعدے خدا کے فضل سے تدریج کے مطابق وصول ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے آمین۔

جن مخلصین کے وعدوں کی رقوم ابھی تک وصول نہیں ہوئیں ان کی خدمت میں نظارت ہذا کی طرف سے خطوط کے ذریعہ سے یاددہانی کروائی جا چکی ہے۔

ایسے تمام بھائیوں اور بہنوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنے وعدوں کے مطابق رقوم بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ یہ تحریک احمدیت کی غیر معمولی ترقی اور اسلام کے فتح کے دن کو قریب تر لانے والی تحریک ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ احمدی مخلصین جو اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہہ کر اشاعتِ اسلام کے لئے قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔

ناظر بیت المال آمد۔ قادیان